نصرۃ میگزین

نصرۃ میگزین شمارہ ۳۸

ستمبر / اکتوبر ۲۰۱۷ بمطابق

ذی الحج / محرم ۳۹-۱۴۳۸ ہجری

عطاء بن خلیل ابو الرشتہ

(امیر حزب التحریر)

تفسیر سورۃ البقرۃ آیت ۱۶۴

جمہوریت سے ڈسے جانے سے بچنے کا واحد حل نبوت کے طریقے پر خلافت کا قیام ہے

مسلم ممالک میں موجود افواج کو پُر زور پکار

ذاتی دولت میں اضافے کے لئے کوششیں کہیں دکھوں کا مداوا بننے سے روک نہ دیں

میں کفر اور شرک سے کیسے بچ سکتا ہوں کہ موت بحالتِ اسلام ہو

چین اور بھارت کے درمیان سرحدی کشیدگی

نصرۃ میگزین

ستمبر / اکتوبر 2017 بمطابق ذی الحج / محرم 39-1438 ہجری

اس شمارے میں

ہمیں جس قیادت کی ضرورت ہے وہ تنہا حزب التحریر ہی فراہم کر سکتی ہے	اداریہ	1
تفسیر سورۃ البقرۃ164	شیخ عطاء بن خلیل ابو الرشتہ	2
ذاتی دولت میں اضافے کی کوششیں کہیں ہمیں امت کے دکھوں کا مداوا بننے سے نہ روک دیں	مصعب عمیر	4
چین اور بھارت کے درمیان سرحدی کشیدگی	بلال المہاجر	8
غزوہ خندق کی روشنی میں امریکی بالادستی کی کوششوں کی خلاف مزاحمت	خالد صلاح الدین	10
جمہوریت سے ڈسے جانے سے بچنے کا واحد حل نبوت کے طریقے پر خلافت کا قیام ہے	حزب التحریر ولایہ پاکستان	18
مسلم ممالک میں موجود افواج کو پُر زور پکار	حزب التحریر	20
خلافہ ڈاٹ نیٹ کی تزین و آرائش کے بعد افتتاح کا اعلان	مرکزی میڈیا آفس حزب التحریر	22
بچوں کا قتل نہیں رُکے گا	مرکزی میڈیا آفس حزب التحریر	23
پارلیمنٹ نے سود کو جائز کر کے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو چیلنج کیا ہے	میڈیا آفس ولایہ سوڈان	24
کفر و شرک سے کیسے بچا جا سکتا ہے کہ موت بحالت اسلام ہو	سوال و جواب	25
قیمت(Value)کا مفہوم	سوال و جواب	29
ٹرمپ اور یورپ بالخصوص جرمنی کے مابین سیاسی و معاشی بحران	سوال و جواب	32
شریعت سائیکس-پیکو سے بننے والے وجودوں کو ختم اور خلافت کے قیام کا حکم دیتی ہے	مرکزی میڈیا آفس حزب التحریر	37
مقبوضہ کشمیر کی آزادی کے لیے مظاہرے	میڈیا آفس ولایہ پاکستان	38

اداریہ: ہمیں جس قیادت کی ضرورت ہے وہ تنہا حزب التحریر ہی فراہم کر سکتی ہے

پاکستان میں قیادت کا شدید بحران بلکہ خلا ہے۔ موجودہ سیاسی قیادتوں میں سے کوئی بھی ملک کے لیے بہترین نہیں ہے اور لوگ ان میں سے کسی ایک کا انتخاب "بروں میں سے سب سے کم برا" کے اصول کے تحت کرتے ہیں۔ پاکستان مسلم لیگ-ن اور پاکستان پیپلز پارٹی کے متعلق یہ سمجھا جاتا ہے کہ ان کے پاس سیاسی تجربہ ہے تاہم ان میں کرپٹ افراد کی بہتات ہے اور ان دونوں نے ملک کو شدید نقصان پہنچایا ہے۔ فوج کی حمایت یافتہ پاکستان تحریک انصاف کے متعلق یہ سمجھا جاتا ہے کہ اس کی صفوں میں بھی اپنی حیثیت کے مطابق کافی کرپٹ افراد موجود ہیں اور ان کرپٹ افراد کو جماعت میں رکھنے کی یہ توجیح بیان کی جاتی ہے کہ یہی وہ لوگ ہیں جو انتخابات جیت سکتے ہیں۔ خیبر پختونخوا صوبے میں اکثریت اور حکومت ہونے کے باوجود پاکستان تحریک انصاف کی ناقص کارکردگی یہ بتاتی ہے کہ یہ کسی بھی طرح پاکستان مسلم لیگ-ن اور پاکستان پیپلز پارٹی سے بہتر ثابت نہیں ہو گی۔

اس خلا سے نکلنے کا تقاضا ہے کہ پہلے یہ سمجھا جائے کہ ہم کس طرح اس خلا میں جا پہنچے۔ موجودہ تمام جماعتیں جمہوریت کی داعی ہیں اور ہم ان میں سے "سب سے کم برے" کو منتخب کرتے آرہے ہیں۔ یہ انتہائی برا اصول اور طریقہ کار ہے کیونکہ پاکستان کی ستر سال کی تاریخ نے یہ ثابت کیا ہے کہ جمہوریت میں انسانوں کے بنائے قوانین نے ہماری صورتحال کو بد سے بدتر کیا ہے۔ ان قوانین نے دولت کو چند ہاتھوں میں جمع ہونے، حکمران اشرافیہ کو ہمارے دشمنوں کے ساتھ اتحاد کرنے، مسلمانوں کو تقسیم اور کمزور، ہماری اقدار کو بے وقعت اور اسلام کے سیاسی اظہار رائے کو دبانے کی اجازت دی۔ ہم اس خلا میں ہی موجود رہیں گے جب تک ہماری نگاہیں ان جمہوریت کی داعی جماعتوں سے ہٹ کر کسی اور کو تلاش نہیں کرتیں چاہے پاکستان ہو یا ترکی، تیونس ہو یا انڈونیشیا، یہ جمہوریت ہی ہے، جسے استعماری کفار نے تخلیق کیا اور ان ہی سے یہ ہمیں وراثت میں ملی، جو ہماری امت کو اسلام اور اس کے نظام حکمرانی خلافت سے دور کرتی ہے۔

قیادت کے خلا سے نکلنے کا تقاضا ہے کہ حزب التحریر کے ساتھ مضبوط تعلق قائم کیا جائے۔ حزب التحریر وہ واحد جماعت ہے جو نبوت کے طریقے پر خلافت کے قیام کی جدوجہد کر رہی ہے اور اس کے لیے مکمل تیاری بھی کر چکی ہے۔

یہ دعویٰ کہ اس نظام میں مزید انتخابات اس نظام کو تبدیل کر دے گا ایک جھوٹ ہے جس کا مقصد اس نظام کو ختم ہونے سے بچانا ہے۔ جو بھی جمہوریت کا حصہ بنتا ہے وہ کبھی کوئی تبدیلی نہیں لا سکتا چاہے وہ کوئی بھی ہو اور اس نے کتنے ہی طویل عرصے حکمرانی کی ہو۔ ہم سب پر یہ لازم ہے کہ ہم اس گلے سڑے نظام سے منہ موڑ لیں اور اسلامی ریاست خلافت کے قیام کے لیے جدوجہد کریں۔

قیادت کے خلا سے نکلنے کا تقاضا ہے کہ حزب التحریر کے ساتھ مضبوط تعلق قائم کیا جائے۔ حزب التحریر وہ واحد جماعت ہے جو نبوت کے طریقے پر خلافت کے قیام کی جدوجہد کر رہی ہے اور اس کے لیے مکمل تیاری بھی کر چکی ہے۔ حزب التحریر ہمارے درمیان موجود ہے کہ وہ خلافت کے قیام کے لیے ہماری رہنمائی کرے۔ حزب التحریر نے 191 دفعات پر مشتمل ایک مکمل آئین تیار کیا ہے جس کے ساتھ ان کے قرآن و سنت سے دلائل بھی مرتب کیے ہیں۔ اس نے مختلف شعبہ ہائے زندگی کے لیے اسلام کے نظام، انسانوں کے مسائل کے اسلامی حل اور ان کو نافذ کرنے کی کیفیت کو بیان کرنے کے لیے کئی کتابیں تحریر کی ہیں۔ اس نے باصلاحیت، باخبر اور اسلامی نظریے سے وفادار مرد و خواتین کی ایک فوج تیار کی ہے جو آنے والی خلافت کے حکمرانوں کو اسلام کی بنیاد پر نصیحت کریں گے اور ان کا احتساب کریں گے۔ یہ پوری مسلم دنیا میں کام کر رہی ہے اور یہ مسلم دنیا کو ایک واحد ریاست خلافت میں یکجا کرنے کے لیے کام کرنے والی سب سے بڑی جماعت ہے۔ اور اس کے پاس سیاسی صلاحیتوں سے مالا مال فقیہ بھی موجود ہیں جیسا کہ اس کے امیر شیخ عطا ابو رشتہ، جن کے پاس پوری امت کی قیادت کرنے کے لیے درکار صلاحیت، ذہانت اور تجربہ بھی موجود ہے۔

تفسیر سورۃ البقرۃ آیت 164

مشہور فقیہ اور رہنما، امیر حزب التحریر، شیخ عطاء بن خلیل ابو رَشتہ کی کتاب "**التیسیر فی اصول التفسیر**" سے اقتباس

بسم الله الرحمن الرحيم

(إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمَاوَاتِ وَالأَرْضِ وَاخْتِلاَفِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَالْفُلْكِ الَّتِي تَجْرِي فِي الْبَحْرِ بِمَا يَنفَعُ النَّاسَ وَمَا أَنزَلَ اللَّهُ مِنْ السَّمَاءِ مِنْ مَاءٍ فَأَحْيَا بِهِ الأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَبَثَّ فِيهَا مِنْ كُلِّ دَابَّةٍ وَتَصْرِيفِ الرِّيَاحِ وَالسَّحَابِ الْمُسَخَّرِ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالأَرْضِ لآيَاتٍ لِقَوْمٍ يَعْقِلُونَ)

"آسمانوں اور زمین کی پیدائش، رات دن کا ہیر پھیر، کشتیوں کا لوگوں کو نفع دینے والی چیزوں کو لئے ہوئے سمندروں میں چلنا، آسمان سے پانی اتار کر، مردہ زمین کو زندہ کر دینا، اس میں ہر قسم کے جانوروں کو پھیلا دینا، ہواؤں کے رخ بدلنا، اور بادل، جو آسمان اور زمین کے درمیان مسخر ہیں، ان میں عقلمندوں کے لئے قدرتِ الٰہی کی نشانیاں ہیں"(البقرۃ:164)

جب قرآن کریم کی گزشتہ آیت(**وَإِلَهُكُمْ إِلَهٌ وَاحِدٌ**)اُتری تو اس کا انکار کرتے ہوئے مشرکین کہنے لگے کہ اتنے سارے خداؤں کے بجائے صرف ایک معبود کی عبادت کریں؟ یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ تو اللہ سبحانہ و تعالی نے مذکورہ آیتِ مبارکہ نازل فرما کر انہیں دعوت دی کہ وہ توحید باری تعالی کی حقیقت جاننے کے لیے مخلوقاتِ الٰہیہ میں غور و فکر کریں، اگر وہ حق جاننے اور ماننے کے لیے تیار ہیں تو کائنات کے اندر غور وفکر سے ان کو حقیقت سمجھ آجائے گی، اسی سے وہ اللہ الواحد الاحد کی ذات پر ایمان کی دولت پا سکتے ہیں، جو کائنات کا خالق ہے اور اس نے کائنات کے تمام اجزا و ارکان کو آپس میں ایک نہایت ہی دقیق و مستحکم نظام کے ذریعے جوڑا ہے، ایسا نظام جس سے خالق کی وحدانیت اور عظمت پر دلالت حاصل ہوتی ہے۔

1۔ یہ کائناتِ ارضی و سماوی اور آسمان کی وسیع فضاؤں میں اپنے اپنے مداروں میں تیرنے والے نجوم و کواکب (سیارے اور ستارے) جو باریک اور عجیب و غریب نظام میں ایسے جکڑے ہوئے ہیں کہ کوئی ایک بھی اپنے مدار سے ہٹتا ہے نہ ہی وہ ایک دوسرے سے ٹکراتے ہیں۔

2۔ شب و روز اور ان کی لگاتار آمد و رفت، ان کے اوقات اور احوال کا مختلف ہونا، دن کا اُجالا اور رات کی تاریکی، انسانوں کا ان سے اپنے آرام اور معیشت کے فوائد اُٹھانا۔

3۔ سمندر کی پُشت پر چلنے والے دیو ہیکل جہاز، جنہیں پانی اُٹھائے ہوئے ہوتا ہے، جبکہ ہوائیں انہیں حرکت دے کر ہانکتی ہیں، ان جہازوں کے ارد گرد سمندر کی لہروں میں زبردست تلاطم اور ہلچل مچا ہوا ہوتا ہے، اس کے باوجود یہ کشتیاں ان بھاری بھرکم لہروں اور سمندری طغیانیوں کا مقابلہ کرتے آگے بڑھتی چلی جاتی ہیں، انسان ان سے نقل و حمل اور تجارت کے بھرپور فوائد حاصل کرتے ہیں۔

4۔ اس کے علاوہ زمین پر آسمان سے برسنے والا مینہ، جس کو اللہ سبحانہ و تعالی جہاں اور جب چاہے برساتا ہے، بارش کے پانی سے مردہ پڑی زمین کو نئی زندگی ملتی ہے، پھر وہ زمین سبزہ زار بن جاتی ہے۔

5۔ زمین میں پھیلے ہوئے جانور بھی ان آیاتِ توحید میں سے ہیں، ان میں توالد و تناسل کا سلسلہ جاری رہتا ہے، یہ جانور زمین سے اُگنے والی گھاس پھوس کھا کر اور پانی پی کر زندگیاں گزارتے ہیں۔

6۔ پھر اللہ کے حکم سے چلنے والی ہوائیں، آسمان اور زمین کے درمیان قدرتِ الٰہی کے تحت مصروفِ کار بادل اور گھٹائیں جنہیں اللہ سبحانہ جہاں چاہے بھیجتا ہے۔ بادل ہواؤں کے دوش پر سوار ہو کر کبھی اِدھر کبھی اُدھر برسنے کے لیے آسمانی فضاؤں کی جولان گاہوں میں محوِ سفر ہوتے ہیں۔

ان سب کے پیچھے نظم و ضبط کا ایسا زبردست اور دقیق نظام کارفرما ہے جس سے یہ مخلوقات بال برابر بھی انحراف نہیں کر سکتے۔ نہ تو آسمان زمین پر ٹوٹ کر گرے، نہ رات دن سے آگے نکل سکتی ہے، نہ ہی بارش، ہوائیں یا بادل امرِ الٰہی کی مخالفت کر سکتے ہیں، نہ زمین پر چلنے پھرنے والے جانور جس فطرت اور طبیعت پر پیدا کیے گئے، اُس کی مخالفت کر سکتے ہیں۔

کوئی لا قانونیت کوئی انتشار نہیں، کوئی بھی اپنی متعین راہ سے نہیں ہٹ رہا۔ سبزہ پانی سے ہی اُگتا ہے، سمندر اپنے مقام پر منزل کی جانب رواں دواں ہیں، ہوائیں اپنے اوقات پر چلتی رہتی ہیں۔

آسمان اور زمین اور ان کے درمیان پائے جانے والی مخلوقات میں سے ہر ایک اُسی کام میں لگا ہوا ہے جس کے لیے اُسے پیدا کیا گیا۔(**مَا تَرَى فِي خَلْقِ الرَّحْمَنِ مِنْ تَفَاوُتٍ فَارْجِعْ الْبَصَرَ هَلْ**

تَرَى مِنْ فُطُور)" جس نے سات آسمان اوپر تلے بنائے۔(تو اسے دیکھنے والے) تم اللہ رحمٰن کی تخلیق میں کوئی فرق نہیں پاؤ گے، دوبارہ (نظریں ڈال کر) دیکھ لو کیا کوئی ایک شگاف بھی نظر آرہا ہے؟ "(الملک:3)

زمین و آسماں اور ان کے درمیان موجود مخلوقات میں اس قدر دقیق اور عجیب و غریب نظامِ قدرت میں اصحابِ عقل و خرد کے لیے نشانیاں ہیں۔ پس جو کائنات اور نظامِ کائنات میں غور و تدبر کرے گا، اُس پر ان کے خالق کی واحدنیت کھل جائے گی؛ کائنات کے اندر نظم و ضبط اور مضبوط و مستحکم نظام کے ذریعے کائناتی اجزاکے باہمی تعلقات اس بات پر شاہدِ عدل ہیں کہ ان کا ضرور کوئی خالق ہے جو ایک ہے اور وہی رب العالمین ہے(**وَإِلَهُكُمْ إِلَهٌ وَاحِدٌ لاَ إِلَهَ إِلاَّ هُوَ الرَّحْمَنُ الرَّحِيمُ**)" تمہارا معبود ایک ہی معبود ہے، اُس کے سوا کوئی معبود برحق نہیں جو سب پر مہربان بہت مہربان ہے "(البقرة:163)

بلا شبہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی مخلوقات میں تفکر و تدبر کا قطعی و یقینی نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ان کا کوئی برتر خالق ہے جو اپنی ذات وصفات میں یکتا ہے، اُس کے سوا کوئی معبود کوئی الہٰ نہیں۔

بلاشبہ اس حکیم و خبیر اللہ نے اپنی بڑائی، وحدانیت اور رحیمیت پر اپنی مخلوقات میں واضح نشانیاں پیدا کی ہیں، عقل مند وہ ہے جو ان میں غور و فکر کرے، ان پر نظر دوڑائے نہیں، بلکہ کچھ دیر کے لیے رُک کر، ٹھہر کر دیکھنے والے کی طرح دیکھے۔

عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: جب آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی تو ارشاد فرمایا: **«ويل لمن قرأها ولم يتفكر فيها»**"اُس کے لیے ہلاکت ہے جو اس آیت کو پڑھے اور اس میں غور و فکر نہ کرے"۔ (اخرجہ ابن ابی الدنیا و ابن مردویہ عن عائشہ رضی اللہ عنہا۔ الدر المنثور2/111)

ختم شد

بقیہ صفحہ 21 سے

اے مسلم علاقوں میں موجود افواج: اے مسلمانو: ہم سے وعدہ کیا گیا ہے کہ ہم یہودی وجود کا خاتمہ کریں گے، لہٰذا اس فوج کا حصہ بنو جو اس کو ختم کرے گی کہ وہ فوج انتہائی مبارک فوج ہو گی۔

ہم سے وعدہ کیا گیا ہے کہ اللہ کے اذن سے ظلم کی حکمرانی کے بعد خلافت دوبارہ قائم ہو گی، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: **ثُمَّ تَكُونُ مُلْكًا جَبْرِيَّةً، فَتَكُونُ مَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ تَكُونَ، ثُمَّ يَرْفَعُهَا إِذَا شَاءَ أَنْ يَرْفَعَهَا، ثُمَّ تَكُونُ خِلَافَةٌ عَلَى مِنْهَاجِ النُّبُوَّةِ ثُمَّ سَكَتَ**" پھر ظلم کی حکمرانی ہو گی جب تک اللہ چاہے گا، پھر اللہ اسے ہٹا دے گا جب وہ چاہے گا، پھر نبوت کے نقشِ قدم پر خلافت ہو گی، اور آپ ﷺ خاموش ہو گئے "(امام احمد نے حذیفہ بن یمانؓ سے روایت کی)۔ لہٰذا اس فوج کا حصہ بنیں جو اس خلافت کی واپسی کے لیے کام کرنے والی حزب التحریر کی مدد کرے گی، اللہ اس فوج پر اپنی رحمتیں نازل کرے۔

اللہ کی طرف سے ہم سے وعدہ کیا گیا ہے کہ شام اور اس کے تاج کا ہیرا **القدس** اسلامی فوج کے ذریعے دوبارہ دارالاسلام کا حصہ بنیں گے۔ امام احمد نے اپنی مسند میں سلمہ بن نافل سے حدیث روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: **أَلَا إِنَّ عُقْرَ دَارِ الْمُؤْمِنِينَ الشَّامُ**" ایمان والوں کا ٹھکانہ شام کا علاقہ ہے "" کتاب الفتن" میں نعیم بن حماد نے کثیر بن مرہ سے روایت کی: **عُقْرُ دَارِ الإِسْلامِ بِالشَّامِ**" اسلام کا ٹھکانہ شام میں ہے"۔۔۔ اور شام اور اس کے تاج کا ہیرا **القدس** اللہ کے حکم سے پوری شان و شوکت سے آزاد ہوں گے، لہٰذا اس فوج کا حصہ بنیں جو اسے آزاد کرائے گی اور کیا ہی مبارک وہ فوج ہو گی۔

اے مسلم افواج اور ان کے رشتہ دارو! اللہ کے دین کی مدد کے لیے جلدی کرو۔۔۔ بیت المقدس اور اس کے مضافات کی مدد کے لیے جلدی کرو۔۔۔ اس مبارک سرزمین کی خواتین کی مدد کے لیے جلدی کرو۔۔۔ یہودی وجود کے خاتمے میں جلدی کرو۔۔۔ خلافتِ راشدہ کے قیام کی کوشش کرنے والوں کی مدد میں جلدی کرو۔۔۔ شام اور اس کے تاج کے ہیرے **القدس** کو ایک بار پھر دارالاسلام بنانے میں جلدی کرو۔۔۔ اس دنیا اور آخرت میں عزت و عظمت کے حصول کے لیے جلدی کرو۔۔۔ اور یہ اُس سے بہتر ہے جو انہوں نے تمہارے لیے سوچ رکھا ہے۔ اللہ العزیز الحکیم نے فرمایا: **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَجِيبُوا لِلَّهِ وَلِلرَّسُولِ إِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيكُمْ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ يَحُولُ بَيْنَ الْمَرْءِ وَقَلْبِهِ وَأَنَّهُ إِلَيْهِ تُحْشَرُونَ**" اے ایمان والو! تم اللہ اور رسول ﷺ کی پکار پر لبیک کہو جب کہ وہ تمہیں اس چیز کی طرف بلاتے ہوں جس میں تمہارے لیے زندگی ہے۔ اور جان رکھو کہ اللہ تعالیٰ آدمی اور اس کے قلب کے درمیان آڑ بن جایا کرتے ہیں اور بلاشبہ تم سب کو اللہ ہی کے پاس جمع ہونا ہے "(الانفال:24)۔

27 شوال 1438 ہجری،

بمطابق 21 جولائی 2017ء **حزب التحریر**

ذاتی دولت میں اضافے کے لیے ہماری کوششیں کہیں ہمیں امت کے دکھوں کا مداوا بننے سے نہ روک دیں

تحریر: مصعب عمیر

اس وقت کہ جب مسلمانوں کے دشمنوں نے اپنی جارحیت میں اضافہ کر دیا ہے اور دوسری طرف اس جارحیت کے خلاف مسجد اقصیٰ، شام، مقبوضہ کشمیر اور افغانستان کے مسلمان مزید سینہ سپر ہو چکے ہیں، ہماری مسلح افواج کے ہر آفیسر کو اس بات کی ضرورت ہے کہ وہ اپنے دل کو ٹٹولے۔ اسے یہ تسلیم کرنا ہو گا کہ وہی امت کی نشاۃِ ثانیہ میں رکاوٹ دور کر سکتا ہے کیونکہ وہ قوت کا حامل اور نصرۃ فراہم کرنے کے قابل ہے۔ وہ اوراُس جیسے دوسرے لوگ جمود کی موجودہ صورتحال کو بدل سکتے ہیں۔ وہ امت کو اس کے دشمنوں کی غلامی سے نکال کر اسے اپنے دشمنوں کے خلاف بالادست بنا سکتا ہے۔ تو اسے سوچنا چاہیے کہ آخر وہ کیا بات ہے جس نے اس کو ماضی میں حرکت میں آنے سے روکے رکھا اور آج بھی اس کے پاؤں کی زنجیر بنی ہوئی ہے۔ اپنا محاسبہ کرتے ہوئے اُسے اِس ماحول کو اچھی طرح سے سمجھنا ہے جو آج فوج میں بنایا گیا ہے جس کا مقصد یہ ہے کہ تبدیلی اور حقیقی آزادی کے لیے حرکت میں آنے سے روکا جائے۔ اس پر لازم ہے کہ وہ اپنے دین سے رہنمائی حاصل کرے تاکہ وہ امت اور ظالم استعماری قوتوں کے درمیان جاری شدید کشمکش کے دوران محض خاموش تماشائی ہی نہ بنا رہے۔ صرف اسی صورت میں ایک فوجی آفیسر ایسے مخلص محافظ کی طرح آگے بڑھ سکتا ہے جو اپنی امت کو شاندار کامیابی دلاتا ہے۔

آفیسر کو چاہیئے کہ وہ اس حقیقت پر غور کرے کہ موجودہ گھٹن زدہ ظالمانہ ماحول خود سے پیدا نہیں ہوا۔ اس وقت پوری دنیا پر مادہ پرست سرمایہ دارانہ آئیڈیالوجی کا راج ہے جس نے زندگی میں دنیاوی مال ومتاع کے حصول کو زندگی کا اہم ترین مقصد بنا دیا ہے۔

> **اگر ہم امت کی اچھے وقتوں پر نظر ڈالیں، خلافت اور جہاد کے دور پر، تو ہمیں اپنی موجودہ صورتحال کو سمجھنے میں بہت مدد ملتی ہے۔ آخر کس طرح ہم کئی صدیوں تک اپنے سے کئی گنا بڑے دشمنوں کے خلاف کامیابیاں حاصل کرتے رہے جبکہ آج ایسا نہیں ہے؟**

دوستیاں مادی فائدے کے لیے کی اور توڑی جاتی ہیں، مادی فائدے کے لیے ہی تعلقات قائم اور ختم کیے جاتے ہیں اور اسی کی خاطر کسی ذمہ داری کو ادا کیا جاتا ہے یا اُس سے کوتاہی برتی جاتی ہے۔ اسلامی طرزِ زندگی کی عدم موجودگی کی وجہ سے دولت معاشرے میں کامیابی اور عزت کا معیار بن گئی ہے۔ اشرافیہ بالخصوص افواج اپنے وقت کا بیشتر حصہ جائیدادیں اور بینک بیلنس بنانے پر صرف کرنے لگے ہیں۔

پاکستان کہ جس کی فوج مسلم دنیا کی سب سے بڑی اور طاقتور فوج ہے، کے گالف کلبوں، خصوصی اجازت والے کلبوں اور جم خانہ کلبوں میں ہر سُو دنیاوی مال و دولت میں ایک دوسرے سے مقابلہ بازی کا کلچر پھیلا ہوا ہے۔ بات چیت میں یہی موضوعات چھائے رہتے ہیں کہ کس کا گھر زیادہ بڑا اور پُر آسائش ہے، کس کے پاس کون سے گاڑی ہے، بچے کون سے اداروں میں پڑھتے ہیں، کس کی شادی زیادہ شاندار تھی، کس نے کتنا بینک بیلنس بنایا ہے اور کون سے کاروبار میں سرمایہ کاری کی ہے۔ غیر ملکی فوجی تربیت کے دوران اور اس نوعیت کے تمام غیر ملکیوں رابطوں میں مغربی لوگ ہر آفیسر کی خواہشات کو جاننے اور اس میں مادی خواہشات کو پروان چڑھانے کی کوشش کرتے ہیں کیونکہ اسی کے ذریعے پھر وہ ہمارے فوجی افسران کو کنٹرول کرتے ہیں۔ لٰہذا یہ کوئی حیران کن امر نہیں کہ افواج میں موجود کئی آفسران، خصوصاًوہ جو سینئر سطح پر ہیں، کے پاس اتنی دولت ہے کہ ان کی کئی نسلیں بیٹھ کر کھا سکتی ہیں، اور پھر یہ چیز ان کے جونیئر افسران کے لیے بھی ایک معیار بن جاتی ہے۔ پانامہ پیپرز اور قومی احتساب بیورو کے مقدمات نے اس بات سے پردہ اٹھا دیا ہے کہ اشرافیہ کے پاس دولت کے کتنے بڑے انبار موجود ہیں۔ اگرچہ کچھ لوگ اس دولت کو غیر قانونی جبکہ دوسرے قانونی قرار دیتے ہیں، لیکن کوئی اس

بات سے انکار نہیں کر سکتا کہ اس کی وجہ سے ایک کرپٹ ماحول پیدا ہو گیا ہے۔

اگر ہم امت کی اچھے وقتوں پر نظر ڈالیں، خلافت اور جہاد کے دور پر، تو ہمیں اپنی موجودہ صورتحال کو سمجھنے میں بہت مدد ملتی ہے۔ آخر کس طرح ہم کئی صدیوں تک اپنے سے کئی گنا بڑے دشمنوں کے خلاف کامیابیاں حاصل کرتے رہے جبکہ آج ایسا نہیں ہے؟ اُس وقت ہماری افواج میں مقابلہ بازی اس چیز کے لیے ہوتی تھی کہ کون کتنے زیادہ علاقے اسلام کے نفاذ کے لیے فتح کرتا ہے اور وہ شہادت کے حصول کے لیے ایک دوسرے سے سبقت لے جانے کی کوشش کرتے تھے۔ اسی لیے دشمنوں کی طاقت اور تعداد بہت زیادہ ہونے کے باوجود امت نے اپنے دشمنوں پر بالادستی حاصل کی۔ گذشتہ ادوار کے مسلمانوں نے دولت کو صرف ایک وسیلے کے طور پر دیکھا جبکہ ان کے لیے زندگی کا مقصد اور اس میں کامیابی کا معیار دین کا نفاذ اور اسے پوری دنیا تک پہنچانا ہوتا تھا۔ آرمی افسران اس بات پر غور کریں کہ حزب التحریر نے آنے والی خلافت کے لیے جو آئین تیار کیا ہے اس میں بیان کیا گیا ہے کہ فوجی تعلیم و تربیت میں اسلامی پہلو بہت نمایاں ہو گا۔ حزب التحریر نے اُس آئین کی دفعہ 76 میں لکھا ہے کہ ،"فوج کے لئے انتہائی اعلیٰ سطح کی عسکری تعلیم کا بندوبست کرنا فرض ہے اور جہاں تک ممکن ہو فوج کو فکری لحاظ سے بھی بلندر کھا جائے گا۔ فوج کے ہر ہر فرد کو اسلامی ثقافت سے مزین کیا جائے گا تا کہ وہ اسلام کے بارے میں کم از کم ایک عمومی آگاہی رکھتا ہو"۔

آج مسلم افسران کو اپنے دلوں کو ٹٹولنا ہے، اور اپنے دین کو زندگی کے لیے معیار بنانا ہے تا کہ وہ دنیاوی آسائشوں اور عہدوں کی لالچ و ہوس سے بچ سکیں اور ایک ایسے وقت پر اپنی امت کی مدد کے لیے کھڑے ہو جائیں جب امت کو ان کی سب سے زیادہ ضرورت ہے۔

وہ حضرات جو خواہشات کے اس شکنجے کو توڑنا چاہتے ہیں، انہیں چاہیے کہ وہ دولت کی ہوس کے متعلق رسول اللہ ﷺ کے انتباہ سے سبق لیں۔ کعب بن عیاض نے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا، **إِنَّ لِكُلِّ أُمَّةٍ فِتْنَةً وَفِتْنَةُ أُمَّتِي الْمَالُ** "یقیناً ہر امت کے لیے ایک فتنہ ہے، اور میری امت کا فتنہ دولت ہے" (ترمذی)۔

ایک شخص عمر رسیدہ ہو جاتا ہے اور ادارے میں سینئر عہدوں پر پہنچ جاتا ہے تب بھی اس میں دولت کی خواہش پنجہ جمائے رکھتی ہے حالانکہ اتنی عمر گزرنے کے بعد وہ اپنی موت کے قریب آچکا ہوتا ہے۔

ابن کعب بن مالک الانصاری نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، **مَا ذِئْبَانِ جَائِعَانِ أُرْسِلاَ فِي غَنَمٍ بِأَفْسَدَ لَهَا مِنْ حِرْصِ الْمَرْءِ عَلَى الْمَالِ وَالشَّرَفِ لِدِينِهِ** "بھیڑوں کے ریوڑ پر دو بھوکے بھیڑیوں کو چھوڑ دینا اتنی تباہی نہیں لاتا جتنا انسان کی دولت اور ناموری کی خواہش اس کے دین کو برباد کرتی ہے" (ترمذی)۔ تو یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ایک شخص اپنی آنکھوں کے سامنے امت کو تباہ ہوتا دیکھے مگر دنیاوی دولت کی خواہش کی وجہ سے وہ خاموش تماشائی بنا رہے؟ اگر دنیا کا مال و متاع جمع کرنے کی دُھن اس کے پاؤں کی زنجیر بنی رہے گی تو وہ اس عزت و مقام کو حاصل کرنے کا موقع کھو دے گا جو اسے آخرت میں اپنے دین کی حمایت کے بدلے میں مل سکتا ہے!

اُسے یہ غور کرنا چاہیے کہ بے شک دولت کی خواہش انسانی فطرت کا حصہ ہے، اس کا تعلق اس کی جبلت بقاء سے ہے، اور یہ ایک شدید خواہش ہے۔ کسی بھی ایسی چیز کی طرح، جس پر ہم قابو پانا چاہتے ہیں، ہمیں دولت کی خواہش کو بھی معمولی نہیں سمجھنا چاہئے۔ ایک شخص جو اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی رضا کے لئے اپنی ذمہ داریاں ادا کرنا چاہتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کو اپنی زندگی کا مقصد سمجھتا ہے، اسے اِس خواہش کے تباہ کن اثرات سے غافل نہیں ہونا چاہئے۔ انس بن مالکؓ نے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، **لَوْ كَانَ لاِبْنِ آدَمَ وَادٍ مِنْ ذَهَبٍ أَحَبَّ أَنَّ لَهُ وَادِيًا آخَرَ وَلَنْ يَمْلأَ فَاهُ إِلاَّ التُّرَابُ وَاللَّهُ يَتُوبُ عَلَى مَنْ تَابَ** "اگر بنی آدم کو سونے کی دو وادیاں بھی دے دیں جائیں تو وہ ایک اور کی خواہش کرے گا، اس کے منہ کو صرف (قبر کی) مٹی ہی بھر سکتی ہے، اور جو اپنی غلطی کو تسلیم کرکے توبہ کرتا ہے اللہ اُسے معاف کر دیتا ہے" (مسلم)۔ حتیٰ کہ ایک شخص عمر رسیدہ ہو جاتا ہے اور ادارے میں سینئر عہدوں پر پہنچ جاتا ہے تب بھی اس میں دولت کی خواہش پنجہ جمائے رکھتی ہے حالانکہ اتنی عمر گزرنے کے بعد وہ اپنی موت کے قریب آچکا ہوتا ہے۔ انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، **يَهْرَمُ ابْنُ آدَمَ وَيَشِبُّ مِنْهُ اثْنَتَانِ الْحِرْصُ عَلَى الْعُمُرِ وَالْحِرْصُ عَلَى الْمَالِ** "انسان بوڑھا ہو جاتا ہے لیکن دو چیزیں اس میں جوان ہی رہتی ہیں: زندگی اور

دولت کی خواہش"(ترمذی)۔ تاہم اسلام نے اس خواہش کا بہترین علاج کیا ہے کیونکہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے انسان اور دولت دونوں کو تخلیق کیا ہے۔ اگر صرف ہم ذرا غور کریں اور اللہ کی وحی میں موجود پیغام کو سمجھیں اور خود کو تبدیل کرنے کے لیے تیار ہوں تو ہم اس مختصر دنیاوی زندگی کے ہاتھوں یرغمال نہیں بنیں گے اور حقیر دنیا کی خاطر ہمیشہ ہمیشہ کی آخرت کو برباد ہونے سے بچالیں گے۔

اسلام نے ہمیں بتایا ہے کہ جو دولت انسان کو آخرت میں فائدہ دے گی وہ وہ نہیں جو انسان جمع کرتا ہے اور پھر اپنے ورثا کے لیے پیچھے چھوڑ جاتا ہے، بلکہ وہی دولت اسے نفع دے گی جو اس نے اللہ کی رضا کے حصول کے لیے خرچ کردی۔ مطرف نے اپنے والد حضرت عبد اللہ بن شخیرؓ سے روایت کی کہ: میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ ﷺ تلاوت فرمارہے تھے: **أَلْهَاكُمُ التَّكَاثُرُ** "بہتات کی حرص نے تمہیں غافل کردیا"(التکاثر:1)۔ آپ ﷺ نے فرمایا: **يَقُولُ ابْنُ آدَمَ مَالِي مَالِي** "آدم کا بیٹا کہتا ہے: میرا مال، میرا مال"۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: **وَهَلْ لَكَ يَا ابْنَ آدَمَ مِنْ مَالِكَ إِلاَّ مَا أَكَلْتَ فَأَفْنَيْتَ أَوْ لَبِسْتَ فَأَبْلَيْتَ أَوْ تَصَدَّقْتَ فَأَمْضَيْتَ** "اے آدم کے بیٹے! تیرے مال میں سے تیرے لیے صرف وہی ہے جو تو نے کھا کر فنا کردیا، یا پہن کر پُرانا کردیا، یا صدقہ کرکے آگے بھیج دیا"(مسلم)۔ اس جیسی ایک اور حدیث میں ابوہریرہ نے روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، **يَقُولُ الْعَبْدُ مَالِي مَالِي إِنَّمَا لَهُ مِنْ مَالِهِ ثَلاَثٌ مَا أَكَلَ فَأَفْنَى أَوْ لَبِسَ فَأَبْلَى أَوْ أَعْطَى فَاقْتَنَى وَمَا سِوَى ذَلِكَ فَهُوَ ذَاهِبٌ وَتَارِكُهُ لِلنَّاسِ** "بندہ کہتا ہے، میرا مال، میرا مال، لیکن اُس کے مال میں سے صرف تین چیزیں ہی اُس کی ہیں: جو کچھ وہ کھاتا ہے اور اس کا استعمال کرتا ہے یا جو کپڑے وہ پہنتا ہے اور وہ بوسیدہ ہو جاتے ہیں یا جو وہ خیرات میں دیتا ہے، اور یہی ہے جو اس نے اپنی (آخرت کے) لیے بچالیا ہے، اور جو اس کے علاوہ ہے(تو اسے اس کا کوئی فائدہ نہیں)وہ اس مال کو دوسروں کے لیے چھوڑ جانے والا ہے"(مسلم)۔ اور

ایسی دولت کا کوئی فائدہ نہیں کیونکہ یہ اس وقت کچھ کام نہیں آئے گی جب اللہ تعالیٰ اُس سے اُس کی صلاحیت کے متعلق سوال کرے گا اور یہ کہ اُس نے امت کی ذلت و تنزلی کے اِس دور میں کیا کیا؟

انس بن مالک نے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، **يَتْبَعُ الْمَيِّتَ ثَلاَثَةٌ، فَيَرْجِعُ اثْنَانِ وَيَبْقَى مَعَهُ وَاحِدٌ: يَتْبَعُهُ أَهْلُهُ وَمَالُهُ وَعَمَلُهُ، فَيَرْجِعُ أَهْلُهُ وَمَالُهُ، وَيَبْقَى عَمَلُهُ** "مرنے والے کے ساتھ تین چیزیں چلتی ہیں، دو چیزیں واپس جاتی ہیں جبکہ ایک چیز ساتھ جاتی ہے۔ اس کے ساتھ اس کے گھر والے، اس کا مال اور اس کا عمل چلتا ہے اس کے گھر والے اور مال تو واپس آجاتے ہیں اوراس کا عمل اس کے ساتھ باقی رہ جاتا ہے"(بخاری)۔ تو سینئر ترین عہدوں پر بیٹھے افسران اس بات پر غور کریں کہ اگر انہیں پتہ چلے کہ کل انہیں مر جانا ہے، تو کچھ دوست احباب یہ کہیں گے کہ وہ جلدی ہی فوت ہو گئے، لیکن انہیں خود سے یہ سوال کرنا چاہیے کہ پھر اس دولت کا کیا فائدہ کہ جس کے اندر وہ سکون و آرام تلاش کرتے رہے؟ ایسی دولت کیا فائدہ دیتی ہے سوائے اس کے کہ ان کے مرنے کے بعد ان کے وارثین اس سے فائدہ اٹھائیں گے؟ ایسی دولت کا کوئی فائدہ نہیں کیونکہ یہ اس وقت کچھ کام نہیں آئے گی جب اللہ تعالیٰ اُس سے اُس کی صلاحیت کے متعلق سوال کرے گا اور یہ کہ اُس نے امت کی ذلت و تنزلی کے اِس دور میں کیا کیا؟ اسے اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے اس ارشاد پر غور کرنا چاہیے، **يَوْمَ لاَ يَنْفَعُ مَالٌ وَلاَ بَنُونَ * إِلاَّ مَنْ أَتَى اللَّهَ بِقَلْبٍ سَلِيمٍ** "جس دن کہ مال اور اولاد کچھ کام نہ آئے گی۔ لیکن فائدے میں وہی رہے گا جو اللہ تعالیٰ کے سامنے قلبِ سلیم لے کر جائے"(الشعراء:88-89)۔

اور آفیسر کو یہ جان لینا چاہیے کہ دولت کی خواہش کو کسی بھی وقت اور کسی بھی صورت میں اچھے اعمال کی کوشش پر حاوی نہیں ہونا چاہیے، خصوصاً ایک ایسے وقت میں جب اس کے اچھے اعمال اس پیاری امت کی صورتحال کو مکمل طور پر بدل سکتے ہوں اور اس کو تباہی و بربادی سے نکال کر امن و خوشحالی کے دور میں لے جاسکتے ہوں۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے فرمایا، **الْمَالُ وَالْبَنُونَ زِينَةُ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا ۖ وَالْبَاقِيَاتُ الصَّالِحَاتُ خَيْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ ثَوَابًا وَخَيْرٌ أَمَلًا** "مال و اولاد تو دنیا ہی کی زینت ہے، البتہ باقی رہنے والی نیکیاں تیرے رب کی نزدیک ثواب اور (آئندہ کی) اچھی توقع کے لحاظ سے بہت بہتر ہیں"(الکھف:46)۔ ابن عباس نے فرمایا، **هي ذكر**

الله ، قول : لا إله إلا الله ، والله أكبر ، وسبحان الله ، والحمد لله ، وتبارك الله ، ولا حول ولا قوة إلا بالله ، وأستغفر الله ، وصلى الله على رسول الله ، والصيام ، والصلاة ، والحج ، والصدقة ، والعتق ، والجهاد ، والصلة ، وجميع أعمال الحسنات . وهن الباقيات الصالحات ، التي تبقى لأهلها في الجنة ، ما دامت السموات والأرض"یہ اللہ کی یاد ہے اور لا إله إلا الله ،اور الله أكبر ،اورسبحان الله،اورالحمد لله،اورتبارك الله،اورلا حول ولا قوة إلا بالله،اورأستغفر الله،اورصلى الله على رسول الله کہنا اور روزہ رکھنا، نماز پڑھنا، حج کرنا، صدقہ دینا، غلام آزاد کرنا، جہاد کرنا، خونی رشتوں سے تعلق جوڑنا ہے اور تمام اچھے اعمال۔ یہ ہیں وہ اچھے اعمال جو باقی رہتے ہیں، اور جنہوں نے یہ اعمال کیے، ان کے لیے یہ اعمال اس وقت تک جنت میں رہیں گے جب تک زمین و آسمان باقی ہیں"۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے یہ بھی فرمایا، **وَاعْلَمُواْ أَنَّمَآ أَمْوَٰلُكُمْ وَأَوْلَـٰدُكُمْ فِتْنَةٌ وَأَنَّ ٱللَّهَ عِندَهُۥٓ أَجْرٌ عَظِيمٌ** "اور تم اس بات کو جان رکھو کہ تمہارے اموال اور تمہاری اولاد ایک امتحان کی چیز ہے۔ اور اس بات کو بھی جان رکھو کہ اللہ تعالیٰ کے پاس بڑا بھاری اجر ہے"(الانفال:28)۔ اور اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے خبردار کیا، **يَـٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ لَا تُلْهِكُمْ أَمْوَٰلُكُمْ وَلَآ أَوْلَـٰدُكُمْ عَن ذِكْرِ ٱللَّهِ وَمَن يَفْعَلْ ذَٰلِكَ فَأُوْلَـٰٓئِكَ هُمُ ٱلْخَـٰسِرُونَ** "اے مسلمانو! تمہارے مال اور تمہاری اولاد تمہیں اللہ کے ذکر سے غافل نہ کر دیں۔ اور جو ایسا کریں وہ بڑے ہی گھاٹے والے لوگ ہیں"(منافقون:9)۔

وہ آفیسر جو عظیم انصار کے نقش قدم پر چلنا چاہتا ہے، جنہوں نے ماضی میں اسلام کے لیے نُصرہ فراہم کی تھی، وہ یہ جان لے اور اپنے دل میں اسے مضبوطی سے بٹھا لے کہ حقیقی کامیابی اور رتبہ دولت کے ذریعے حاصل نہیں ہوتا۔ ابو ہریرہ نے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، **إِنَّ اللَّهَ لاَ يَنْظُرُ إِلَى صُوَرِكُمْ وَأَمْوَالِكُمْ وَلَكِنْ يَنْظُرُ إِلَى قُلُوبِكُمْ وَأَعْمَالِكُمْ** "یقیناً اللہ تمہاری صورتوں اور تمہارے مال کو نہیں دیکھتا بلکہ تمہارے دل اور تمہارے اعمال کو دیکھتا ہے"(مسلم)۔ سمرہ بن جندبؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے (سورۃ

وہ آفیسر جو عظیم انصار رضی اللہ عنہما کے نقش قدم پر چلنا چاہتا ہے، جنہوں نے ماضی میں اسلام کے لیے نُصرہ فراہم کی تھی، وہ یہ جان لے اور اپنے دل میں اسے مضبوطی سے بٹھا لے کہ حقیقی کامیابی اور رتبہ دولت کے ذریعے حاصل نہیں ہوتا۔

حجرات کی آیت نمبر 13 کے متعلق ارشاد) فرمایا، **الْحَسَبُ الْمَالُ وَالْكَرَمُ التَّقْوَى** "حسب مال ہے اور عزت و شرف متقی ہونا ہے"(ابن ماجہ)۔ تو آفیسر کو چاہیے کہ وہ خود کو کرپٹ اثر ورسوخ سے پاک وصاف کرے اور اس امت کے محافظ اور مسیحا کے طور پر کھڑا ہو۔ اسے اب بغیر کسی ہچکچاہٹ کے آگے آنا چاہیے، اور اپنے معزز بھائی سعد بن معاذ جیسا بن جانا چاہیے جنہوں نے ماضی میں اسلام کی ریاست و حکمرانی کے قیام کے لئے نُصرہ فراہم کی تھی۔

جب سعد بن معاذ کا وصال ہوا اور ان کی والدہ رونے لگیں تو رسول اللہ ﷺ نے ان سے کہا، **ليرقأ (لينقطع) دمعك، ويذهب حزنك، فإن ابنك أول من ضحك الله له واهتز له العرش**"آپ کے آنسو رک جائیں گے اور آپ کا غم ہلکا ہو جائے گا اگر آپ یہ جان لیں کہ آپ کا بیٹا وہ پہلا شخص ہے جس کے لیے اللہ مسکرایا اور اس کا تخت ہل گیا"(طبرانی)۔ تو آج کے آرمی آفیسر کو چاہیے کہ وہ جنت کے بدلے اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے سامنے اپنی روح اور مال کا نذرانہ پیش کرے کیونکہ اس سے بہتر تجارت ممکن ہی نہیں ہے۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے فرمایا، **إِنَّ اللَّهَ اشْتَرَىٰ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ أَنفُسَهُمْ وَأَمْوَالَهُم بِأَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ ۚ يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَيَقْتُلُونَ وَيُقْتَلُونَ ۖ وَعْدًا عَلَيْهِ حَقًّا فِي التَّوْرَاةِ وَالْإِنجِيلِ وَالْقُرْآنِ ۚ وَمَنْ أَوْفَىٰ بِعَهْدِهِ مِنَ اللَّهِ ۚ فَاسْتَبْشِرُوا بِبَيْعِكُمُ الَّذِي بَايَعْتُم بِهِ ۚ وَذَٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ** "بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں سے ان کی جانوں کو اور ان کے مالوں کو اس بات کے عوض خرید لیا ہے کہ ان کے لیے جنت ہے۔ وہ لوگ اللہ کی راہ میں لڑتے ہیں جس میں قتل کرتے ہیں اور قتل کیے جاتے ہیں۔ اس بات کا سچا وعدہ کیا گیا ہے تورات میں اور انجیل میں اور قرآن میں۔ اور اللہ سے زیادہ اپنے عہد کو کون پورا کرنے والا ہے؟ تو تم لوگ اپنے اس سودے (عہد) پر جس کا تم نے معاملہ طے کیا ہے خوشی مناؤ، اور یہ بڑی کامیابی ہے"(التوبۃ:111)۔

ختم شد

چین اور بھارت کے درمیان سرحدی کشیدگی

تحریر: بلال المہاجر

4 جولائی 2017 کو چین نے بھارتی فوج پر چین کی سرحد کی خلاف ورزی اور اشتعال انگیزی کا الزام لگایا۔ اس سے پہلے 29 جون کو چین نے ایک بیان میں کہا کہ سرحدی کشیدگی پر کسی بھی قسم کی "با معنی بات چیت" کے لیے اس کی سرزمین سے بھارتی افواج کی واپسی ایک "پیشگی شرط" ہے۔ چین کی وزارتِ خارجہ کے ترجمان نے کہا، "ہم بھارت سے مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ اپنی افواج کو سرحد پر بھارتی حدود میں واپس بلائے"۔ اس نے مزید کہا، "اس واقعہ کو ختم کرنے کے لیے یہ ایک پیشگی شرط ہے اور ہمارے لیے با معنی بات چیت کے لیے ایک بنیاد ہے"۔

چین-بھارت سرحدی تنازعہ کوئی نیا تنازعہ نہیں ہے۔ دونوں ممالک کے درمیان تقریباً چار ہزار کلومیٹر طویل سرحد ہے اور ان کے درمیان تنازعات کی ایک طویل تاریخ بھی ہے۔ بیجنگ اور دہلی کے درمیان تنازع کی بنیاد اپنی سرحدوں کا تعین ہے۔ اس تنازع کی ایک جہت بھارتی ریاست ارونا چل پردیش کے مستقبل کا تعین بھی ہے جسے برصغیر پاک و ہند پر برطانوی راج کے قبضے کے دوران ہندوستان کی حدود میں شامل کرلیا گیا تھا۔ لیکن چین نے اسے ہمیشہ اپنا حصہ قرار دیا ہے اور اس سرحدی تنازعے کی وجہ سے 1962 میں تبت کے حوالے سے کشیدگی کی وجہ پہلی چین-بھارت جنگ ہوئی تھی۔ بھارت کو اس مختصر جنگ میں بدترین شکست ہوئی لیکن اس کے باوجود بھارت نے اروناچل پردیش پر اپنا کنٹرول برقرار رکھا کیونکہ بین الاقوامی دباؤ کی وجہ سے چین نے وہاں سے اپنی افواج نکال لیں تھیں۔ 1987 میں بھارت نے اروناچل پردیش کو بھارتی ریاست کا انتیسواں صوبہ قرار دے دیا۔ چین نے بھارت کے اس اعلان کو مسترد کردیا جس کی وجہ سے صورتحال کشیدہ ہوگئی اور میڈیا میں ممکنہ جنگ کی رپورٹس آنے لگیں۔ لیکن دونوں فریقین سفارتی حل پر پہنچے اور سرحدی تنازعات کو حل کرنے کے ایک نئے منصوبے پر متفق ہوئے۔

> **بھارت نے ٹھیک اس وقت اس کشیدگی کی شروعات کی جب جون 2017 میں مودی ٹرمپ سے ملاقات کر رہا تھا۔ چین کے سرکاری اخبار "گلوبل ٹائمز" نے ایک اداریے میں خبردار کیا کہ بھارت اور امریکہ کی بڑھتی قربت کے خطرناک نتائج برآمد ہوسکتے ہیں۔**

آج کی صورتحال یہ ہے کہ ان طاقتوں کے درمیان سرحد پر ایک بار پھر کشیدگی پیدا ہوگئی ہے جو کہ ایشیا کی دو بڑی طاقتوں کے درمیان طویل عرصے سے جاری علاقائی تنازعات کا تسلسل ہے۔ یہ تنازعہ اس وقت شروع ہوا جب چین کے تعمیراتی ٹرکس، جن کے ساتھ فوجی بھی تھے، جنوب کی جانب متنازع علاقے ڈوکلام میں سڑک کی تعمیر کے لیے بڑھے۔ بھارت اور بھوٹان اس علاقے کو بھوٹان کا علاقہ سمجھتے ہیں جبکہ چین اس کو اپنا علاقہ قرار دیتا ہے۔

نئی دہلی نے کہا کہ اس نے بھوٹان کی دعوت پر مداخلت کی جبکہ چین بھارت پر یہ الزام لگاتا ہے کہ اس نے اس کے علاقے کی خلاف ورزی کی ہے۔ بھوٹان یہ کہتا ہے کہ چین کا سڑک تعمیر کرنا 1998 کی معاہدے کی خلاف ورزی ہے جس کے مطابق دونوں فریق اس متنازع علاقے میں صورتحال کو تبدیل نہیں کریں گے۔

جہاں تک بیجنگ کا موقف ہے تو اس کے پاس ڈوکلام کے علاقے پر دعوے کے حق میں کئی دستاویزات ہیں جنہیں چین کی وزارتِ خارجہ پچھلے کچھ دنوں سے میں میڈیا میں پیش کر رہی ہے۔

چین کی وزارت خارجہ نے پہلی بار ڈوکلام کے علاقے پر اپنے حق ملکیت کے حوالے سے 1890 کے چین اور برطانیہ کے درمیان ہونے والے ایک معاہدے کی جانب توجہ دلائی ہے۔ سکم-تبت کنوینشن کا آرٹیکل ایک، جس پر 17 مارچ 1890 میں ہندوستان کے وائسرائے ہنری پیٹی (Henry Petty) اور تبت میں چین کے چنگ حکمران خاندان (Qing dynasty) کے نمائندے شینگ تائی (Sheng Tai) نے دستخط کیے تھے۔ چین نے اس دستاویز کے علاوہ 1960 میں چین میں بھارت کے سفارت خانے کی طرف سے جاری ہونے والی دستاویزات پیش کیں ہیں جن میں سرحدی معاہدوں کو تسلیم کیا گیا تھا۔

بھارتی نقطہ نظر سے اگر چین کو سڑک کی تعمیر کرنے کی اجازت دی جاتی ہے تو گاموچن (Gamochen)

علاقے کی نگرانی کرنا آسان ہو جائے گی اور اس کا مطلب یہ ہو گا کہ چین-بھارت-بھوٹان کی سرحدی تکون جنوب کی جانب مزید بڑھ جائے گی اور ایک انتہائی اہم سیلیگوری(Siliguri) راہداری کے قریب ہو جائے گی۔

چین چونبی وادی (Chumbi Valley) میں یاڈونگ(Yatong)تک ریل کی سہولت بڑھانا چاہتا ہے جو کہ ڈوکا لا پاس(Doka La Pass) کے بالکل ساتھ ہے اور یہ بھوٹان کے ڈوکلام پلیٹو(Doklam Plateau) کے جانب جاتا ہے۔ ریل کی سہولت کو یہاں تک پہنچانے کا مقصد چونبی وادی میں چین کی کمزور پوزیشن کو تبدیل کرنا ہے کیونکہ بھارتی افواج اس کے مشرقی بازو پر اوپر کی جانب بیٹھیں ہیں۔ اس خطے کو چین کتنی اہمیت دیتا ہے اس کا اندازہ اس حقیقت سے لگایا جاسکتا ہے کہ چین بھوٹان کو ڈوکلام پلیٹو کے بدلے بہت زیادہ وسیع دوسرا علاقہ دینے کی پیشکش دیتا چلا آرہا ہے۔

چین کی اس مداخلت کی نتیجے میں سرحد مشرق کی جانب بڑھ جائے گی جس کے درج ذیل اہداف ہیں:

1۔ چونبی وادی میں چین کو اسٹریٹیجک گہرائی میسر آجائے۔ چونبی وادی بہت ہی تنگ گزرگاہ ہے جس کی دونوں جانب عمودی پہاڑ ہیں۔ اس صورتحال کی وجہ سے چین کی پیپلز لبریشن آرمی کے لیے اپنے فوجیوں کو وہاں تعینات کرنے کے لیے بہت کم زمین میسر ہے۔ اس کے علاوہ یہ صورتحال بھارت کے مقابلے میں اس کی پوزیشن کو کمزور کرتا ہے جو سکم-تبت سرحد کے مغرب کی جانب بیٹھا ہے۔

2۔ اس وقت چونبی وادی اور یاڈونگ ضلع میں داخلے کا اصل راستہ ایس-204 ہے۔ چونبی وادی کی صورتحال بھارت کو وہاں مداخلت کا موقع فراہم کرتی ہے۔ چین ایس-204 میں اس کے ساتھ ایک اور راستہ بنانا چاہتا ہے جو کہ مزید مشرق کی جانب ہے اور جس علاقے پر وہ دعویٰ رکھتا ہے اس سے گزرتا ہے۔ اس طرح بھارت کی فائرنگ کی صورت میں وہ زیادہ بہتر پوزیشن میں ہو گا۔

بھارت نے ٹھیک اس وقت اس کشیدگی کی شروعات کی جب جون 2017 میں مودی ٹرمپ سے ملاقات کررہا تھا۔ چین کے سرکاری اخبار "گلوبل ٹائمز" نے ایک اداریے میں خبردار کیا کہ بھارت اور امریکہ کی بڑھتی قربت کے خطرناک نتائج برآمد ہوسکتے ہیں۔ اس نے یہ بھی کہا کہ واشنگٹن اور نئی دہلی چین کی ابھرتی طاقت

> دنیا کے اہم طاقتوں کے درمیان موجود گرم تنازعات نے، جس میں ایشیا کی اہم طاقتیں بھی شامل ہیں، انہیں ایک دوسرے کے مدمقابل کھڑا کردیا ہے

کے حوالے سے خائف ہیں۔ حالیہ سالوں میں چین پر دباؤ بڑھانے کے لیے امریکہ نے بھارت کو آگے بڑھایا ہے۔ لیکن بھارت امریکہ کے اتحادی جاپان اور آسٹریلیا کی طرح نہیں ہے۔ چین کو محدود کرنے کی امریکی پالیسی میں صف اول کا کردار ادا کرنا بھارت کے مفاد میں نہیں ہے کیونکہ اس کے تباہ کن نتائج نکل سکتے ہیں۔ اگر بھارت اپنے غیر جانبدارانہ موقف سے پیچھے ہٹتا ہے اور چین کو محدود کرنے کے لیے امریکی مہرہ بن جاتا ہے تو وہ ایک اسٹریٹیجک کشمکش میں پھنس جائے گا اور جنوبی ایشیا میں نئے سیاسی اختلافات پیدا ہوجائیں گے۔ لیکن "انڈین نیوز18ڈاٹ کوم" نے بتایا کہ ٹرمپ اور مودی نے اس بات پر اتفاق کیا ہے کہ خطے میں امن اور استحکام کے لیے امریکہ اور بھارت کے درمیان قریبی شراکت ضروری ہے۔ اخبار نے یہ بھی بتایا کہ چین کی ابھرتی طاقت کے حوالے سے بھارتی تشویش کے باوجود بھارت کے امن اور تعمیروترقی کے لیے چین کے ساتھ اس کے تعلقات برقرار رکھے جائیں گے۔

لہٰذا دنیا کے اہم طاقتوں کے درمیان موجود گرم تنازعات نے، جس میں ایشیا کی اہم طاقتیں بھی شامل ہیں، انہیں ایک دوسرے کے مدمقابل کھڑا کردیا ہے اور وہ اسلامی امہ کی نشاۃ ثانیہ اور نبوت کے طریقے پر اسلامی خلافت کے قیام میں رکاوٹ کھڑی کرنے کے لیے متحد نہیں ہیں۔ اس کے علاوہ ان ممالک کے اندرونی سماجی تنازعات کے ساتھ ساتھ معاشی و سیاسی ناکامیاں بھی ان کی طاقت میں تنزلی کا باعث ہیں۔ جہاں تک بھارت کا تعلق ہے تو وہ اندرونی طور پر ہندوؤں، مسلمانوں اور دیگر قوموں کے درمیان بٹا ہوا ہے اور اس کے علاوہ اسے کئی صوبوں میں علیحدگی پسند تحریکوں کا سامنا ہے۔ اسی طرح چین کی صورتحال بھی کچھ زیادہ مختلف نہیں ہے اور اس کی حقیقت بھی کئی لحاظ سے بھارت سے مماثلت رکھتی ہے۔ لہٰذا امت کی نشاۃ ثانیہ کے لیے یہ وقت نبوت کے طریقے پر خلافت کے قیام کے لیے نہایت موزوں ہے کیونکہ کوئی بھی علاقائی طاقت موثر طریقے پر خلافت کے خلاف کھڑی نہ ہوسکے گی۔

ختم شد

غزوہ خندق کی روشنی میں 11/9 کے بعد امریکی بالادستی کی کوششوں کے خلاف مزاحمت

تحریر: خالد صلاح الدین

دنیا میں جتنے بھی واقعات پیش آئے ان میں 11/9 کے واقع نے جتنا مسلم دنیا اور خصوصاً پاکستان کو متاثر کیا ہے کسی دوسرے واقع نے نہیں کیا ہے۔ جب یہ واقع ہوا تو جنرل مشرف پاکستان کا چیف ایگزیکٹو تھا اور اس کے فیصلے نے خلافت کے دوبارہ قیام کے خلاف امریکہ کی جنگ میں پاکستان کی قسمت کا فیصلہ کر دیا جسے میڈیا میں "دہشت گردی کے خلاف جنگ" کہا گیا۔ مشرف نے جو سوچ اور نقطہ نظر قائم کیا تھا وہ آج بھی قائم ہے اور اُس کے بعد آنے والی ہر فوجی قیادت کے لئے ایک مثال اور نمونہ ہے۔

کسی بھی صورتحال میں ایک حکمران کے لئے یہ ضروری ہوتا ہے کہ وہ علاقے کی سیاسی و سٹریٹیجک صورتحال کو سمجھے اور اپنے اہداف کے حصول کے لئے ضروری قدم اٹھائے۔ اسلامی نقطہ نظر یہ ہے کہ ہم نے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے قوانین کے مطابق چلنا ہے اور ان احکامات کو نافذ کرنے کے لئے ہر جائز ممکن طریقہ اور وسیلہ اختیار کرنا ہے۔ مشرف کو جس صورتحال کا سامنا تھا اُس میں اُسے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے اِس حکم کی پیروی کرنی چاہیے تھی کہ مسلمانوں کے خلاف کفار کا ساتھ دینا اور کفار کو کسی بھی قسم کے اڈے فراہم کرنا حرام ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا، ﴿**إِنَّمَا يَنْهَاكُمُ اللَّهُ عَنِ الَّذِينَ قَاتَلُوكُمْ فِي الدِّينِ وَأَخْرَجُوكُمْ مِنْ دِيَارِكُمْ وَظَاهَرُوا عَلَى إِخْرَاجِكُمْ أَنْ تَوَلَّوْهُمْ وَمَنْ يَتَوَلَّهُمْ فَأُولَئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ**﴾ "جن لوگوں نے دین کی وجہ سے تمہارے ساتھ قتال کیا اور تمہیں تمہارے گھروں سے نکال دیا اور تمہارے نکالنے میں اوروں کی مدد کی، اللہ تعالیٰ ان لوگوں سے دوستی کرنے سے تمہیں منع کرتا ہے۔ جو لوگ ان سے دوستی کرتے ہیں وہی ظالم ہیں" (الممتحنۃ:9)۔ یہ بات سامنے رہے کہ افغانستان پر امریکی حملے کے لیے پاکستان کی بہت زیادہ اہمیت تھی اس لیے عملاً مشرف کو جو کرنے کی ضرورت تھی وہ یہ کہ وہ امریکی مطالبات کو مسترد کر دیتا۔

موجودہ صلیبی جنگ شروع ہونے کی کئی سال بعد پاکستان کے مسلمانوں نے اس امریکی جنگ کی وہ قیمت ادا کی ہے جس کے متعلق مشرف نے کہا تھا کہ ہمیں ایسا نہیں کرنا پڑے گا۔ مشرف نے ہمیں بے وقوف بنایا اور ہمیں اس بات پر یقین کرنے پر مجبور کر دیا کہ اللہ کے احکامات ناقابل عمل ہیں۔

امریکی مطالبات کو مسترد کرنے کا مطلب ہے کہ افغانستان پر جنگ مسلط کرنے لیے امریکہ کو فوجی، اقتصادی، نقل و حمل اور کسی بھی قسم کی مدد کی فراہمی سے انکار کیا جاتا۔ مشرف نے اپنی کتاب "ان دی لائن آف فائر" میں ذکر کیا ہے کہ وہ ایک ایسی صورتحال کا شکار تھا کہ وہ اس خوف سے امریکی مطالبات کو مسترد نہیں کر سکتا تھا کہ کہیں امریکہ ہم پر بمباری کر کے ہمیں پتھر کے دور میں نہ پہنچا دے۔ پھر مشرف نے حملے کے صرف دو دن بعد ہی امریکہ کے تمام مطالبات منظور کر لیے۔

لیکن اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا کوئی بھی حکم غیر عملی یا ناقابل نفاذ نہیں ہوتا۔ صورتحال چاہے کتنی ہی مشکل کیوں نہ ہو ایک مخلص قیادت اسلام کے احکام کو نافذ کرنے کی راہ نکال ہی لیتی ہے۔ پس موجودہ صلیبی جنگ شروع ہونے کی کئی سال بعد پاکستان کے مسلمانوں نے اس امریکی جنگ کی وہ قیمت ادا کی ہے جس کے متعلق مشرف نے کہا تھا کہ ہمیں ایسا نہیں کرنا پڑے گا۔ ہم نے اپنے ہزاروں شہری، فوجی اور افغانستان میں اپنا اثر و رسوخ کھو دیا ہے۔ بھارت نے افغانستان میں اپنے قدم جما لیے ہیں اور امریکہ پھر بھی ہم سے ناراض ہے اور ہر وقت "ڈومور" کا مطالبہ کرتا رہتا ہے۔ ہماری ساتھ یہ اس لیے ہوا کیونکہ مشرف نے ہمیں بے وقوف بنایا اور ہمیں اس بات پر یقین کرنے پر مجبور کر دیا کہ اللہ کے احکامات ناقابل عمل ہیں۔ ایسا بالکل بھی نہیں ہے کیونکہ ہمیشہ کوئی نہ کوئی راستہ موجود ہوتا ہے۔

اس مضمون کا مقصد یہ دکھانا ہے کہ ہمارا نظام ایسی قیادت پیدا کرتا ہے جو ہمیں مشکل صورتحال سے نکالنے کی صلاحیت سے بالکل عاری ہوتی ہے۔ امت کے مفادات کا خیال رکھنا اسلام میں بہت زیادہ اہمیت کا حامل ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، «**كُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْئُولٌ، فَالإِمَامُ رَاعٍ وَهْوَ مَسْئُولٌ**» "تم میں سے ہر ایک مسئول (نگران) ہے اور تم میں سے ہر ایک اپنی رعایا پر مسئول ہے۔ حکمران مسئول ہے اور اپنی رعایا کا ذمہ دار ہے" (بخاری)۔ اور ابوہریرہ سے روایت ہے کہ

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، «إِنَّمَا الإِمَامُ جُنَّةٌ يُقَاتَلُ مِنْ وَرَائِهِ وَيُتَّقَى بِهِ فَإِنْ أَمَرَ بِتَقْوَى اللهِ عَزَّ وَجَلَّ وَعَدَلَ كَانَ لَهُ بِذَلِكَ أَجْرٌ وَإِنْ يَأْمُرْ بِغَيْرِهِ كَانَ عَلَيْهِ مِنْهُ» "بے شک خلیفہ ہی ڈھال ہے جس کے پیچھے رہ کر لڑا جاتا ہے اور اسی کے ذریعے تحفظ حاصل کیا جاتا ہے۔ اگر وہ اللہ عزوجل سے ڈرنے والا ہے اور انصاف کرتا ہے تو اس کے لیے اجر عظیم ہے؛ اور اگر اس سے ہٹ کر حکم کرتا ہے تو اِس کا وبال اُسی پر ہے" (مسلم)۔ اس حدیث کا عملی اظہار عائشہ کے اس بیان سے ہوتا ہے کہ جب ابو بکر صدیق خلیفہ بنے تو عائشہ نے کہا کہ امت بھیڑوں کے اس ریوڑ کی طرح تھی جس کا چرواہا نہ ہو جب تک کہ ابو بکر خلیفہ نہیں بن گئے۔

مشرف کے بیانات کے برعکس اسلام کا قانون واضح طور پر نافذ کیا جاسکتا تھا۔ اسلام ہم سے اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ اللہ کے احکامات کے نفاذ کے معاملے کو ہم زندگی و موت کے مسئلے کی طرح دیکھیں اور سمجھیں۔ ہم اُس وقت امریکی مطالبات کی مزاحمت کرسکتے تھے اور آج بھی کرسکتے ہیں۔ جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ امریکہ بھارت کو ہمارے خلاف استعمال کرسکتا تھا تو ہمارے پاس اُس وقت بھی اور آج بھی یہ صلاحیت موجود ہے کہ ہم بھارتی حملے کا مقابلہ کرسکیں چاہے وہ ایٹمی ہو یا روایتی ہتھیاروں سے کیا گیا حملہ ہو۔ آخر کار امریکہ افغانستان میں اپنے اڈے قائم کرنے اور پاکستان کو کمزور کرنے کے منصوبوں میں ناکام ہو جاتا اور جتنا نقصان ہم نے امریکہ کی نام نہاد دہشت گردی کے خلاف جنگ میں اس کی حمایت کر کے اٹھایا ہے ہمیں اس سے کہیں کم نقصان برداشت کرنا پڑتا یا ہم تباہی و بربادی سے صاف بچ جاتے۔ اس کے علاوہ امریکہ نے بھارت کے لیے افغانستان کے دروازے مکمل طور پر کھول دیے جو اس سے پہلے کبھی مکمل طور پر نہیں کھلے تھے۔ مندرجہ ذیل چار نقاط اس خاکے کو بیان کریں گے جس کے تحت اسلامی اصولوں کا نافذ کرنے کے لیے مختلف اعمال کو جانچا جاسکتا ہے۔

1۔ علاقائی سیاسی (جیوپالیٹیکل) صورتحال کا فہم رکھنا

2۔ مسلمانوں کے خلاف حملے کی صورت میں ان کے تحفظ کے لیے بہترین ٹیکنالوجی کا استعمال

3۔ دشمن کو تقسیم اور کمزور کرنے لیے سیاسی و اقتصادی ذرائع کو استعمال کرنا

> امریکہ کا چین کے ساتھ جو تنازع ہے وہ واضح ہے۔ چین امریکی منصوبوں اور خواہشات کی تکمیل میں اس کا ساتھ نہ دیتا اور پاکستان کے لیے یہ موقع بن جاتا کہ وہ امت کی نمائندگی کرتے ہوئے امریکی عزائم کے خلاف موثر مزاحمت کھڑی کر دیتا۔

4۔ دشمن کے خلاف بنائے گئے منصوبوں کی کامیابی اور متوقع نتائج کے حصول کے لیے صرف اور صرف اللہ سبحانہ وتعالیٰ پر توکل کرنا

رسول اللہ ﷺ اور صحابہ نے کئی مواقع پر بہت واضح طریقے سے ان نقاط کا عملی نمونہ پیش کیا ہے، کہ جو ہمیں رہنمائی فراہم کرتا ہے۔ دشمن کے حملے سے تحفظ فراہم کرنے کے لیے ایک حکمران کا کیا کردار اور سوچ ہونی چاہیے، غزوہ خندق اس کی ایک واضح مثال ہے۔

1۔ علاقائی سیاسی (جیوپالیٹیکل) صورتحال کا فہم رکھنا

رسول اللہ ﷺ اپنے آس پاس کی سیاسی صورتحال کا جائزہ لیتے رہتے تھے اور دشمنوں کی سازشوں سے ہوشیار رہتے تھے۔ آپ ﷺ دشمنوں اور جزیرۃ العرب میں ہونے والے کسی بھی معاملے کی معلومات جمع کرتے رہتے تھے۔ آپ ﷺ لوگوں کو آس پاس کا جائزہ لینے اور معلومات جمع کرنے کے لیے مختلف مہمات پر بھیجتے تھے۔ آپ ﷺ عربوں کی ہر نقل و حرکت کے متعلق معلومات رکھنا چاہتے تھے تاکہ ان کی جانب سے ہونے والی کسی بھی جارحیت کا مقابلہ کرنے کے لیے پہلے سے تیار ہوں۔ اُس وقت صورتحال یہ تھی کہ جزیرۃ العرب میں مسلمانوں کے کئی دشمن تھے جو مدینے کی نئی مملکت کے خلاف ہر وقت فوج جمع کرنے اور حملہ کرنے کے لیے تیار بیٹھے ہوتے تھے۔ اس صورتحال میں رسول اللہ ﷺ انٹیلی جنس معلومات جمع کرنے کو بہت اہمیت دیتے تھے۔ اس طرح انہیں پہلے سے معلومات مل گئیں تھیں کہ قریش اور دیگر قبائل مدینہ پر حملہ کرنے والے ہیں۔ یوں آپ ﷺ اس قابل ہوئے کہ اس نئے خطرے کا مقابلہ کرنے کی تیاری کرسکیں۔ بنی نضیر کے یہود یوں نے عربوں کو رسول اللہ ﷺ کے خلاف اُکسایا تاکہ وہ اپنا انتقام لے سکیں کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے انہیں معاہدے کی خلاف ورزی کرنے کی وجہ سے مدینہ سے نکال دیا تھا۔ ان میں سے کئی لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کے خلاف ایک جماعت بنالی تھی اور اسی جماعت نے مکّہ میں قریش سے رابطہ کیا۔ جب انہیں اس بات کا یقین ہوگیا کہ قریش مطمئن ہوگئے ہیں اور وہ ان کی دعوت کو قبول کرلیں گے، تو یہ یہودی غطفان، بنی مرۃ، بنی فزارۃ، اشجع، سُلیم، بنی سعد اور بنی اسد کے قبائل اور ہر اُس

قبیلے یا شخص سے ملے جو مسلمانوں کے خلاف دشمنی رکھتا تھا۔ اس طرح کئی قبائل اکٹھے ہوگئے اور قریش کی قیادت میں مدینہ کی جانب چل پڑے۔

9/11 کی بعد کی صورتحال اور امریکہ اور طالبان کے درمیان تنازع کا اگر جائزہ لیں تو یہ نظر آتا ہے کہ مشرف یہ بات پہلے سے جانتا تھا کہ امریکہ افغانستان میں طالبان حکومت کو ہٹانے کی منصوبہ بندی کررہا ہے۔ امریکہ اور طالبان کے تعلقات اس وقت خراب ہونا شروع ہوئے جب افغان طالبان نے یونوکال (Unocal) کی ایک مجوزہ پائپ لائن کے منصوبے کی مخالفت کی۔ 1998 تک یونوکال کمپنی افغانستان سے نکل گئی اور امریکہ افغان طالبان کو بمباری کی دھمکیاں دے رہا تھا۔ طالبان کو حکومت سے ہٹانے کی امریکہ خواہش کا پاکستان کے سابق سیکریٹری خارجہ نیاز نائیک کو علم تھا۔ بی بی سی ویب سائٹ پر شائع ہونے والے ایک مضمون[1] میں یہ کہا گیا کہ "پاکستان کے سابق سیکریٹری خارجہ نیاز نائیک کو ایک سینئر امریکی اہلکار نے جولائی کے وسط میں بتایا تھا کہ اکتوبر کے وسط تک افغانستان کے خلاف فوجی ایکشن لیا جائے گا"۔ لہٰذا اگر نیاز نائیک جانتے تھے تو مشرف بھی یقیناً اس بات سے باخبر تھا۔ تو جیسے ہی 9/11 کا واقع پیش آیا تو مشرف کے دماغ میں پہلا خیال یہ آنا چاہیے تھا کہ امریکہ جنگ کو پاکستان لے آئے گا اور اس لیے اس کے پاس مسلمانوں کے تحفظ کے لیے کوئی منصوبہ ہونا چاہیے۔

جہاں تک چین کے ساتھ امریکہ کے تنازعے کا تعلق ہے تو اگرچہ امریکہ کا چین کے ساتھ جو تنازع ہے وہ واضح ہے لیکن چین کو محدود کرنے کا امریکی منصوبہ 9/11 سے پہلے کا ہے۔ امریکہ کی بش انتظامیہ چین کو اپنا مدمقابل سمجھتی تھی اور اس کی پالیسی چین کو اپنا مدمقابل قرار دیتی تھی۔ اس کے برعکس بش انتظامیہ سے قبل کلنٹن انتظامیہ چین کو اپنا اسٹریٹیجک شراکت دار قرار دیتی تھی[2،3]۔ دونوں ممالک کے درمیان تعلقات کو اس طرح بیان کیا جاسکتا ہے: "22 جون 2001 کو واشنگٹن پوسٹ میں ایک مضمون شائع ہوا جس میں بتایا گیا کہ چینی رہنماوں کی اس حوالے سے پریشانی بڑھتی جارہی ہے کہ واشنگٹن اور بیجنگ ٹکراؤ کی جانب بڑھ رہے ہیں کیونکہ ایشیا میں چین ایک معاشی اور فوجی طاقت کے طور پر ابھر رہا ہے۔ مضمون میں چینی اور امریکی اہلکاروں اور تجریہ کاروں کے اس اندیشے کو بیان کیا گیا تھا کہ دونوں اقوام کے رویوں میں تبدیلی انہیں ٹکراؤ کی جانب لے جارہی ہے"۔ تو اس صورتحال میں ایک اہم علاقائی طاقت چین امریکی منصوبوں اور خواہشات کی تکمیل میں اس کا ساتھ نہ دیتی اور پاکستان کے لیے یہ موقع بن جاتا کہ وہ امت کی نمائندی کرتے ہوئے امریکی عزائم کے خلاف موثر مزاحمت کھڑی کردیتا۔

> **9/11 کے حملے کے فوراً بعد روس نے یہ احساس کرلیا تھا کہ امریکہ وسطی ایشیائی ممالک میں طالبان اور القائدہ کو ختم کرنے کے نام پر داخل ہونے کی کوشش کرے گا۔ یہ علاقہ دس سال قبل تک سوویت یونین کا حصہ تھا اور روس اس علاقے میں امریکہ کا اثرورسوخ نہیں دیکھنا چاہتا تھا۔**

اسی طرح وسط ایشیا میں امریکہ اور روس کی کشمکش کا جہاں تک تعلق ہے تو روسی یہ جانتے ہیں کہ افغانستان میں امریکی مداخلت کا مقصد وہاں امریکی فوجی اڈوں کا قیام ہے تاکہ وسطی ایشیائی ریاستوں میں اس کے اثرورسوخ کو کم اور آخرکار ختم کیا جاسکے۔ 9/11 کے حملے کے فوراً بعد روس نے یہ احساس کرلیا تھا کہ امریکہ وسطی ایشیائی ممالک: قازقستان، کرغستان، تاجکستان، ترکمانستان اور ازبکستان میں طالبان اور القائدہ کو ختم کرنے کے نام پر داخل ہونے کی کوشش کرے گا۔ یہ ممالک دس سال قبل تک سوویت یونین کا حصہ تھے اور روس ان ممالک میں امریکہ کا اثرورسوخ نہیں دیکھنا چاہتا تھا۔ 13 ستمبر 2001 کو روسی انٹیلی جنس ایجنسی کے اہلکاروں نے افغانستان کے شمالی اتحاد کے ساتھ ملاقات کی۔ انہوں نے وعدہ کیا کہ وہ شمالی اتحاد کی امداد میں اضافہ کریں گے تاکہ امریکی منصوبوں کو ناکام اور خطے کو امریکی فوج سے پاک رکھا جائے[4]۔

اسی طرح جہاں تک امریکہ کے بھارت کے ساتھ تعلقات کا معاملہ ہے تو مارچ 2000 میں بل کلنٹن نے بھارت کا چھ روزہ دورہ کیا اور اس دورے کے اختتام پر اسلام آباد چھ گھنٹوں کے لیے آیا۔ اس طرح یہ نظر آگیا تھا کہ امریکہ اب پاکستان سے کہیں زیادہ بھارت کو اپنے مفادات کے لیے اہم سمجھتا ہے۔ امریکہ و بھارت کے درمیان تعلقات میں کئی سالوں سے قربت پیدا ہو رہی تھی اور یہ معاملہ مشرف کے لیے کوئی اچانک انکشاف نہیں تھا کیونکہ جب سے بھارت میں امریکہ کی حمایتی بی جے پی حکومت آئی تھی، امریکی نائب

سیکریٹری خارجہ سٹروب ٹالبوٹ 1998 سے بھارت کے ساتھ بند کمروں میں طویل ملاقاتیں کرتا چلا آرہا تھا۔ اس صورتحال میں پاکستان کی اس پالیسی کا ناکام ہونا لازم تھا جس کے تحت پاکستان مقبوضہ کشمیر میں حالات کو گرم کرتا تاکہ دونوں ممالک کے درمیان حالات کشیدہ ہوں اور امریکہ کو دونوں ممالک کے درمیان بات چیت کروانے کا موقع ملے۔ کیونکہ اب امریکہ بی جے پی کے بھارت کے ساتھ تھا تو یہ سوال اٹھانا چاہیے کہ مشرف نے کارگل میں کارروائی کیوں شروع کی؟ اس سے بھی برا یہ ہوا کہ کارگل کی جن بلندیوں کو ہمارے فوجیوں اور مجاہدین نے انتہائی بہادری کا مظاہرہ کرتے ہوئے آزاد کرالیا تھا، نواز شریف نے جولائی 1999 میں کلنٹن کے ساتھ ملاقات کے بعد وہاں سے انخلاء کا حکم دے دیا اور مشرف نے اس حکم کی تعمیل میں پورا تعاون کیا۔ لہٰذا 9/11 کے مشرف نے بھارت میں ایک امریکہ نواز حکومت کو استحکام دینے کے لیے پوری معاونت فراہم کی کیونکہ کشمیری مجاہدین کے خلاف مشرف نے بھارت کو مزید کئی آسانیاں فراہم کیں۔

اسی طرح امریکہ کا سب سے قریبی اتحادی نیٹو امریکہ کی حمایت کے حوالے سے تذبذب کا شکار تھا اور اس نے 2 اکتوبر 2001 تک امریکہ کی حمایت کا اعلان نہیں کیا تھا۔ نیٹو کے سیکریٹری جنرل لارڈ رابرٹسن نے ایک تقریر میں کہا[5]، "حقائق واضح اور قائل کرنے والے ہیں۔ جو معلومات پیش کی گئی ہیں اس کے مطابق القائدہ کا 11 ستمبر کے حملے میں کردار ہے۔ ہم جانتے ہیں کہ جن افراد نے یہ حملے کیے وہ القائدہ کے عالمی نیٹ ورک کا حصہ ہیں جس کے قیادت اسامہ بن لادن اور اس کے اہم ساتھی کررہے ہیں اور انہیں طالبان کی جانب سے تحفظ حاصل ہے"۔ نیٹو نے 2 اکتوبر 2001 کو اس بات کی تصدیق کی کہ امریکہ پر القائدہ نے حملہ کیا ہے اور 9/11 کے بعد صرف ایسی امداد فراہم کی جس کا تعلق لڑائی سے نہیں تھا۔ امریکہ کی امداد لڑائی کے حوالے سے اس وقت کی گئی جب اقوام متحدہ میں قراردادیں منظور کی گئیں۔ نیٹو اقوام متحدہ کی قراردادوں کے بغیر اپنے لڑاکا فوجی افغانستان بھیجنے کے لیے تیار نہیں تھا۔ نیٹو اتحادیوں نے اقوام متحدہ کی قراردادوں کا انتظار کیا تھا۔

> **9/11 کے بعد نیٹو اقوام متحدہ کی قراردادوں کے بغیر اپنے لڑاکا فوجی افغانستان بھیجنے کے لیے تیار نہیں تھا۔ نیٹو امریکہ کی حمایت کے حوالے سے تذبذب کا شکار تھا اور اس نے 2 اکتوبر 2001 تک امریکہ کی حمایت کا اعلان نہیں کیا تھا۔**

اسلام ایک حکمران سے اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ وہ ہر وقت سیاسی صورتحال سے باخبر رہے تاکہ اسلام اور مسلمانوں کے خلاف کسی بھی سازش کو ناکام بنایا جاسکے۔ 9/11 کے بعد نہ تو مشرف نے اور نہ ہی اس کے ساتھیوں نے سیاسی صورتحال کو سامنے رکھتے ہوئے کردار ادا کیا کہ وہ صورتحال کا صحیح تجزیہ کرتے اور مسلمانوں کا تحفظ کرتے۔ اور جو ثبوت اوپر پیش کیے گئے ہیں اس کی روشنی میں یہ بالکل ممکن تھا کہ امریکی منصوبے کو ناکام بنایا جاتا اور اس کی نام نہاد دہشت گردی کے خلاف جنگ کا حصہ نہ بنا جاتا۔

2۔ مسلمانوں کے خلاف حملے کی صورت میں ان کے تحفظ کے لیے بہترین ٹیکنالوجی کا استعمال

غزوہ خندق میں رسول اللہ ﷺ نے یکسر مختلف جنگی حکمت عملہ اختیار کی۔ خندق کھودنا اس وقت کے لیے ایک نئی ٹیکنالوجی تھی۔ قریش اور اس کے اتحادیوں نے ابوسفیان کی قیادت میں مدینہ پر چڑھائی کی۔ اس فوج کی تعداد تقریباً دس ہزار تھی۔ جب اس فوج کی آمد کی اطلاع رسول اللہ ﷺ کو ملی تو انہوں نے اس بات کا فیصلہ کیا کہ مدینہ میں رہ کر لڑا جائے۔ حضرت سلمان فارسی نے مدینہ کے گرد خندق کھودنے کا مشورہ دیا۔ خندق کھودی گئی اور رسول اللہ ﷺ نے اس کی کھدائی میں خود حصہ لیا اور جنت کی خوشخبری کے ذریعے مسلمانوں کی حوصلہ افزائی کی۔ آپ ﷺ نے مسلمانوں کی اس قدر حوصلہ افزائی کی کہ انہوں نے اپنی کوششوں میں دوگنا بلکہ تین گنا اضافہ کردیا اور صرف چھ دن کی قلیل مدت میں خندق تیار ہوگئی۔ جب قریش اور ان کے اتحادی مدینہ پہنچے تو وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ ان کے اور مدینہ کے درمیان ایک خندق حائل ہے۔ قریش اور ان کے اتحادی اس قسم کی دفاعی حکمت عملی سے آشنا نہیں تھے لہٰذا وہ اس بات پر مجبور ہوگئے کہ مدینہ سے دور خندق کے دوسری جانب پڑاؤ ڈالیں اور اس رکاوٹ کو دور کرنے کے لیے سوچ بچار کریں۔ ابوسفیان اور اس کے ساتھیوں کو جلد ہی اس بات کا احساس ہوگیا کہ اس خندق کی وجہ سے انہیں لمبے عرصے تک یہاں ٹھہرنا پڑے گا کیونکہ وہ اس کو فوری طور پر عبور نہیں کرسکتے تھے۔ اس غیر یقینی صورتحال نے حملہ آوروں کے لیے بہت مشکلات پیدا کردیں کیونکہ یہ سردیوں کا موسم

تھا۔ اس صورتحال میں حملہ آوروں کو اپنے ارادے ٹوٹتے محسوس ہوئے اور وہ یہ خواہش کرنے لگے کہ وہ اپنے گھروں کو واپس جائیں۔

11/9 کی صورتحال میں پاکستان کی افواج کو کسی بھی ممکنہ دشمن، خصوصاً امریکہ و بھارت کی جانب سے حملے کا جواب دینے کے لیے خبردار کر دینا چاہیے تھا۔ ایٹمی ہتھیاروں کو فوری طور پر حرکت میں لانا چاہیے تھا۔ قرآن کی آیت کہتی ہے، ﴿**وَأَعِدُّواْ لَهُم مَّا اسْتَطَعْتُم مِّن قُوَّةٍ وَمِن رِّبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُونَ بِهِ عَدْوَّ اللّهِ وَعَدُوَّكُمْ وَآخَرِينَ مِن دُونِهِمْ لاَ تَعْلَمُونَهُمُ اللّهُ يَعْلَمُهُمْ وَمَا تُنفِقُواْ مِن شَيْءٍ فِي سَبِيلِ اللّهِ يُوَفَّ إِلَيْكُمْ وَأَنتُمْ لاَ تُظْلَمُونَ**﴾"تم ان کے مقابلے کے لیے اپنی طاقت بھر قوت کی تیاری کرو اور گھوڑوں کے تیار رکھنے کی کہ اس سے تم اللہ کے دشمنوں کو خوفزدہ کر سکو اور ان کے سوا اوروں کو بھی جنہیں تم نہیں جانتے، اللہ خوب جان رہا ہے۔ جو کچھ بھی اللہ کی راہ میں خرچ کرو گے وہ تمہیں پورا پورا دیا جائے گا اور تمہارا حق نہ مارا جائے گا"(الانفال:60)۔

ایک ایسے ملک کو جو ایٹمی اسلحے سے لیس ہو اسے کیسے پتھر کے دور میں پھینکا جا سکتا تھا؟ اس کے علاوہ اس امت نے آخر کس وقت کے لیے ایٹمی ہتھیاروں کی تیاری کے لیے اس قدر قربانیاں دیں تھیں؟

3۔ دشمن کو تقسیم اور کمزور کرنے لیے سیاسی و اقتصادی ذرائع کو استعمال کرنا

غزوہ خندق کے دوران قریش اور اس کے اتحادیوں کو توڑنے کے لیے رسول اللہ ﷺ مدینہ کی ایک تہائی کھجوریں دینے کے لیے تیار ہو گئے تھے۔ رسول اللہ ﷺ بہت پُر اعتماد تھے کہ اللہ کی جانب سے ضرور کامیابی آئے گی اور پھر نعیم بن مسعود کی صورت میں اللہ کی مدد آئی۔ نعیم اسلام قبول کر چکے تھے لیکن ابھی لوگ ان کے اسلام قبول کر لینے کے حوالے سے نہیں جانتے تھے۔ نعیم نے رسول اللہ ﷺ کے سامنے ایک تجویز رکھی جس کے ذریعے دشمن کے اتحاد کو پارہ پارہ کیا جا سکتا تھا۔

> حملے کے دس دن گزر جانے کے بعد بھی امریکہ ثبوت جمع کر رہا تھا۔ نیٹو کی ہچکچاہٹ کی وجہ واضح تھی کہ جب اس نے امریکہ کی حمایت کا اعلان نہیں کیا تھا۔ یہ بہترین موقع تھا کہ سیاسی ذرائع اور دیگر اثر و رسوخ کو استعمال کرتے ہوئے اس صورتحال سے فائدہ اٹھایا جاتا۔ لیکن ایسا نہیں کیا گیا کیونکہ مشرف نے تو امریکہ کی مدد کا اعلان حملے کے دو دنوں کے اندر ہی کر دیا تھا۔

تو نعیم بنو قریظہ کے پاس گئے جن کے ساتھ ان کی زمانہ جاہلیت میں دوستی تھی اور ان سے کہا کہ آج قریش اور غطفان کھڑے ہیں لیکن یہ زیادہ دنوں تک یہاں نہیں رکیں گے کیونکہ وہ اس علاقے سے نہیں ہیں اور وہ تمہیں رسول اللہ ﷺ کے رحم و کرم پر چھوڑ کر چلے جائیں گے تو اس صورت میں تمہارا کیا ہو گا؟ انہوں نے بنو قریظہ (یہودی قبیلہ) کو نصیحت کی کہ وہ اُس وقت تک عرب قبائل کے ساتھ مل کر نہ لڑیں جب تک کہ وہ عرب قبائل کے کچھ لوگ اپنے پاس بطور یرغمال نہ رکھ لیں تاکہ قریش اور غطفان وہاں ٹھہرے رہیں۔ صرف اسی صورت میں وہ محمد ﷺ کے ساتھ لڑیں۔ بنو قریظہ نے اس تجویز کو بہت پسند کیا۔ اس کے بعد نعیم قریش کے پاس گئے اور ان سے کہا کہ بنو قریظہ کے یہودیوں کو محمد ﷺ سے عہد شکنی کا ملال ہے اور اب وہ لوگ اس طرح رسول اللہ ﷺ کو منانے کی فکر میں ہیں کہ تم سے بطور امانت قریش اور غطفان کے سرداروں کو لے لیں اور پھر انہیں محمد ﷺ کے حوالے کر دیں جو اُن کے سر قلم کر دیں گے۔ پھر قریش کو نصیحت کی کہ اگر بنو قریظہ کسی کو تمہارے پاس بھیجیں اور تمہارے آدمی بطور رہن رکھنا چاہیں تو تم انہیں ہرگز ایک آدمی بھی نہ دینا۔ پھر نعیم قبیلہ غطفان کے پاس گئے اور انہیں بھی وہی کچھ بتایا جو قریش کو بتا چکے تھے۔

اب عرب قبائل کے دلوں میں یہودیوں کی جانب سے شبہات گھر کر چکے تھے۔ ابوسفیان نے اپنا قاصد بنی قریظہ کے یہودیوں کے سردار کعب کی جانب بھیجا اور یہ کہلوایا کہ ہم اس شخص (یعنی رسول اللہ ﷺ) کو گھیرنے کے لیے کئی دن سے بیٹھے ہیں اور یہ عرصہ اب لمبا ہوتا جا رہا ہے، چنانچہ کل تم حملہ کر دو اور ہم تمہارے پیچھے ہیں۔ کعب نے جواب بھجوایا کہ کل سبت یعنی ہفتے کا دن ہے اور ہم سبت کو کوئی کام یا قتال نہیں کرتے۔ اب قریش کو نعیم کی بات سچی لگنے لگی اور ابوسفیان بہت غضبناک ہو گیا، اس نے قاصد دوبارہ بھیج کر کہلوایا کہ اپنا ہفتہ کسی اور دن کر لو، کل قتال ہونا بہت ضروری ہے، ہم حملہ کر رہے ہیں، اگر تم ہمارے ساتھ نہیں ہوئے تو ہم محمد ﷺ سے پہلے تم سے قتال

کریں گے۔ بنو قریظہ نے ابوسفیان کا جواب سن کر کہا کہ ہم سبت کے دن کی حرمت ہر حال میں قائم رکھیں گے اور اپنا مطالبہ پیش کیا کہ تمہارے آدمی بطور ضمانت ہمیں درکار ہیں۔ ابوسفیان کو جب یہ جواب ملا تو اسے نعیم کی بات کا کامل یقین ہو گیا اور وہ فکر کرنے لگا کہ اب کیا کیا جائے، چنانچہ اس نے غطفان سے بات کی کہ کہیں ایسا تو نہیں کہ وہ بھی رسول اللہ ﷺ پر حملہ کرنے میں متردّد ہو رہے ہوں۔ جب رات ہوئی تو اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے ان پر شدید آندھی، بجلی کی تیز کڑک اور موسلا دھار بارش بھیج دی جس نے اُن کے خیمے اُکھڑ گئے، کھانے پینے کے برتن تتر بتر ہو گئے اور ان کے دلوں میں خوف طاری ہو گیا۔ وہ یہ فکر کرنے لگے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ رسول اللہ ﷺ اس موقع سے فائدہ اٹھائیں اور اُن پر ٹوٹ پڑیں، اس سے وہ لرز گئے۔ اسی دوران طلیحہ نے پکارا کہ "محمد ﷺ نے حملہ کر دیا ہے لہٰذا جان بچا کر بھاگو"۔ ابوسفیان چلانے لگا: "اے لوگو! میں نکل رہا ہوں چنانچہ تم بھی نکلو"۔ تمام قریش جو کچھ سامان ہاتھ لگا اسے اٹھا کر بھاگنے لگے اور غطفان اور دوسرے قبیلے بھی ان سے پیچھے پیچھے بھاگ کھڑے ہوئے۔ جب صبح ہوئی تو سب جا چکے تھے۔

اب 11/9 کی صورتحال کا تجزیہ کریں، تنازع کا علاقہ واضح تھا۔ امریکہ کے روس اور چین کے ساتھ تنازعات تھے۔ دونوں جانتے تھے کہ افغانستان میں جنگ کا مطلب ان کے دروازوں پر امریکی اڈوں کا قیام ہو گا اور وہ اس بات سے مطمئن نہیں تھے۔ روس نے تو پہلے ہی شمالی اتحاد کو خریدنے کی کوشش کی تھی۔ یہ معاملہ 13 ستمبر 2001 کو ہوا تھا لیکن امریکہ نے شمالی اتحاد کو پہلے ہی خرید لیا تھا۔ اسی دن 13 ستمبر 2001 کو مشرف نے بھی امریکہ کی غیر مشروط حمایت کا اعلان کیا۔ لہٰذا مشرف کے اعلان نے حالات کو یک دم تبدیل کر دیا، شمالی اتحاد نے امریکی جنگ کی حمایت کا اعلان کر دیا کیونکہ وہ دیکھ چکا تھا کہ پاکستان نے بھی اس جنگ کی حمایت کا اعلان کر دیا ہے۔ اس اعلان نے امریکہ کو مضبوط کر دیا اور اس نے طالبان کے حوالے سے غیر لچکدار موقف اختیار کر لیا۔ مشرف کو یقیناً روسی انٹیلی جنس اور شمالی اتحاد کے درمیان ملاقات کا علم تھا اور اس طرح روس کے تحفظات کا بھی علم تھا۔ امریکہ کے لیے جنگ میں شمالی اتحاد کی بہت زیادہ ضرورت تھی لیکن وہ بھی پاکستان کی حمایت کے بعد کیونکہ پاکستان کی حمایت کی بغیر امریکہ جنگ شروع ہی نہیں کر سکتا تھا۔ تو یہاں مشرف کے پاس ایک موقع تھا کہ وہ روس کا ہاتھ مضبوط کرتا۔ کیا اُس نے ایسا کرنے کا سوچا بھی تھا؟ بلکہ کیا وہ اس صورتحال سے باخبر بھی تھا؟

> **مشرف نے سیکولر سوچ کے تحت علاقائی سیاسی صورتحال کو دیکھا اور اس کی بنیاد پر فیصلے کیے۔ اس کے بعد اس نے امریکہ پر بھروسہ کیا۔ یہ سوال کیا جانا چاہیے کہ کیا اس نے مسلمانوں کے مفادات کو سامنے رکھتے ہوئے فیصلے کیے، یا یہ کہ وہ بزدل تھا جو امریکہ کے سامنے مزاحمت نہیں کر سکتا تھا**

اسی سال کے شروع میں تائیوان کے حوالے سے چین کا امریکہ کے ساتھ تنازع ہوا تھا جس کے بعد چین بھی کمزور امریکہ کی خواہش رکھتا ہو گا۔ چین کے مزاج کو سامنے رکھتے ہوئے یہ کہا جا سکتا ہے کہ وہ شاید اس صورتحال میں کم از کم غیر جانبدار ضرور رہتا۔

جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ اسامہ بن لادن اور القائدہ 11/9 کے ذمہ دار تھے تو جب یہ واقع ہو گیا تو اس کے صرف دو دن بعد ہی امریکہ نے یہ کہنا شروع کر دیا کہ اسامہ اور القائدہ اس واقع کے ذمہ دار ہیں اور اُس کے پاس ثبوت بھی ہیں۔ 13 ستمبر 2001 کو مشرف نے تمام سات امریکی مطالبات کو تسلیم کر لیا، اور یہ بات کہی جاتی ہے کہ اس کے سامنے جو ثبوت پیش کیے گئے تھے انہیں دیکھنے کے بعد اس نے یہ فیصلہ کیا۔ پوری جنگ میں ثبوتوں کا معاملہ بہت اہم تھا۔ 11/9 حملے کے دس دن بعد سی این این نے بتایا: "طالبان نے بغیر کسی ثبوت کے اسامہ کو حوالے کرنے سے انکار کر دیا تھا کہ وہ امریکہ کے خلاف پچھلے ہفتے ہونے والے حملے میں ملوث تھا۔۔۔ پاکستان میں طالبان کے سفیر نے جمعہ کے دن کہا کہ بغیر کسی ثبوت کے اسے ملک بدر کرنا اسلام کی توہین ہے"۔ سی این این نے واضح کیا کہ طالبان نے ثبوت کا تقاضا بغیر کسی وجہ کے نہیں کیا تھا اور کہا: "بن لادن نے خود اس بات کی تردید کی ہے کہ اس کا ان حملوں سے کوئی تعلق ہے اور طالبان اہلکاروں نے بار بار کہا کہ وہ حملوں میں ملوث نہیں ہو سکتا"۔ لیکن بش نے کہا کہ "مطالبات پر مذاکرات یا بحث نہیں ہو سکتی"۔ ثبوتوں کا معاملے پر امریکی پریس میں بھی بات کی گئی۔ واشنگٹن پوسٹ کے ریکارڈ[6] میں یہ بات موجود ہے کہ ایک رپورٹر نے ثبوت کا معاملہ اٹھایا تھا:

روزیرٹ: کیا آپ وائٹ پیپر شائع کریں گے جو اس(اسامہ بن لادن)کا اور اس کی تنظیم کا ان حملوں سے تعلق بتاتی ہو تاکہ لوگوں کو مطمئن کیا جاسکے؟

پاول: ہم تمام معلومات چاہے وہ انٹیلی جنس کی ہو یا قانون نافذ کرنے والوں کی، انہیں ایک جگہ جمع کرنے کے لیے سخت محنت کرتے ہیں۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ مستقبل قریب میں ہم ایک پیپر نکال سکیں گے، ایک ایسی دستاویز جو بہت واضح طور پر ثبوت ہو گی کہ ہم نے اس کا تعلق اس حملے سے ثابت کیا ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ہمیں یہ یاد رکھنا چاہیے کہ اس سے پہلے بھی امریکہ کے مفادات کے خلاف ہونے والے حملوں سے اس کا تعلق رہا ہے، اور امریکہ کے خلاف حملوں کا اس پر پہلے بھی الزام لگایا گیا ہے۔

لیکن اگلے ہی دن صدر بش کے ساتھ مشترکہ پریس کانفرنس میں پاول نے یہ کہتے ہوئے اپنا ثبوت پیش کرنے کا وعدہ واپس لے لیا کہ "زیادہ تر ثبوت خفیہ ہیں"۔ سیموئل ہرش نے سی۔ آئی۔ اے اور محکمہ انصاف کے اہلکاروں کے حوالے سے کہا کہ پاول کا اپنے وعدے سے پیچھے ہٹ جانے کی وجہ "ٹھوس ثبوت کی کمی ہے"۔ لہٰذا حملے کے صرف دو دنوں کے اندر امریکہ خود ہی جج، جیوری اور سزا دینے والا بن گیا جبکہ حملے کے دس دن گزر جانے کے بعد بھی وہ ثبوت جمع کر رہا تھا۔ نیٹو کی ہچکچاہٹ کی وجہ واضح تھی کہ جب اس نے امریکہ کی حمایت کا اعلان نہیں کیا تھا۔ یہ بہترین موقع تھا کہ سیاسی ذرائع اور دیگر اثرورسوخ کو استعمال کرتے ہوئے اس صورتحال سے فائدہ اٹھایا جاتا۔ لیکن ایسا نہیں کیا گیا کیونکہ مشرف نے تو امریکہ کی مدد کا اعلان حملے کے دو دنوں کے اندر ہی کر دیا تھا۔ اس کے علاوہ مشرف نے اسامہ اور القائدہ کو ان حملوں میں ملوث قرار دینے کے حوالے سے پیش کیے جانے والے کمزور ثبوتوں پر سوال کیوں نہیں اٹھائے؟ روس ان کی حمایت کر سکتا تھا جبکہ نیٹو نے بھی صرف غیر فوجی کارروائیوں کے لیے حمایت کا علان کیا تھا۔ اگر ثبوتوں کے معاملے کو میڈیا میں اٹھایا جاتا تو امریکہ کو اس بات پر مجبور کیا جاسکتا تھا کہ وہ جنگ کرنے کی وجوہات کو پہلے ثابت تو کرے۔

> مشرف کے بعد آنے والی سیاسی وفوجی قیادت کو بھی علاقائی سیاسی صورتحال کا ادراک نہیں تھا۔ امریکہ کے چاپلوسی کی جاتی رہی۔ امت کے مفادات کے تحفظ میں ناکامی پر مشرف اپنی کمزوریوں اور نااہلی کو چھپانے کے لیے جو جھوٹ بولا کرتا اور دھوکے دیا کرتا تھا، بعد میں آنے والی سیاسی وفوجی قیادت نے بھی اسی سلسلے کو جاری و ساری رکھا۔

خلاصہ یہ ہے مسلمانوں کے تحفظ کے لیے ہر ممکن ذرائع کو اختیار کرنے کے لیے ایک مخلص اور متحرک قیادت کی ضرورت ہوتی ہے۔ محض دو دنوں میں ہی سر تسلیم خم کر دینا، جیسا کہ مشرف نے کیا، اس بات کا ثبوت ہے کہ مسلمانوں پر مسلط حکمران کس قدر نااہل ہیں۔

4۔ دشمن کے خلاف بنائے گئے منصوبوں کی کامیابی اور متوقع نتائج کے حصول کے لیے صرف اور صرف اللہ سبحانہ وتعالیٰ پر توکل کرنا

غزوہ خندق کو دیکھتے ہوئے یہ کہا جاسکتا ہے کہ شدید اندھی اور بارش اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی جانب سے ان لوگوں کے لیے مدد تھی جنہوں نے صبر کے ساتھ حالات کا مقابلہ کیا اور میدان چھوڑ کر بھاگ نہیں گئے اور نہ ہی حالات کے سامنے ڈھیر ہو گئے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے قرآن میں فرمایا: وَلَا تَهِنُوا فِي ابْتِغَاءِ الْقَوْمِ إِنْ تَكُونُوا تَأْلَمُونَ فَإِنَّهُمْ يَأْلَمُونَ كَمَا تَأْلَمُونَ وَتَرْجُونَ مِنَ اللَّهِ مَا لَا يَرْجُونَ وَكَانَ اللَّهُ عَلِيمًا حَكِيمًا "ان لوگوں کا پیچھا کرنے سے دل ہار کر بیٹھ نہ رہو، اگر تمہیں بے آرامی ہوتی ہے تو انہیں بھی تمہاری طرح بے آرامی ہوتی ہے اور تم اللہ تعالیٰ سے (جنت کی)امیدیں رکھتے ہو، جو امیدیں انہیں نہیں، اور اللہ تعالیٰ دانا اور حکیم ہے"(النساء:104)۔ یہ سوچ اور ذہنیت واضح طور پر رسول اللہ ﷺ، صحابہ اور مدینہ کے مسلمانوں کے اعمال میں نظر آرہی تھی۔

9/11 کے بعد کے واقعات کو دیکھیں تو مشرف نے امریکہ پر اعتماد کیا اور وہ کچھ عرصے کے لیے امریکہ کی آنکھوں کا تارا بن گیا۔ پاکستان کو غیر نیٹو اتحادی کا درجہ دے دیا گیا اور تھوڑا قرضہ بھی معاف کر دیا گیا۔ علاقائی سیاست میں امریکہ اپنے اتحادی بھارت کو آگے لایا، شمالی اتحاد کو افغانستان میں اقتدار دلوایا، بھارت کو افغانستان میں سفارتخانے کھولنے کی اجازت دی، دہشت گردی کے خلاف جنگ کو پاکستان کے قبائلی علاقوں تک پھیلا دیا، اور آخرکار پاکستان آرمی کو مجبور کر دیا کہ وہ طالبان کا پیچھا کریں۔

کیا اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے سوا کسی اور پر اعتماد اور بھروسہ کیا جاسکتا ہے؟ غزوہ بدر اللہ سبحانہ و تعالیٰ پر توکل کی مثال ہے جب 313 نے ایک ہزار کا مقابلہ کیا۔ قرآن کی وہ آیات جن میں کفار سے لڑنے کے لیے فرشتوں کو بھیجنے کا ذکر ہے اس بات کا ثبوت ہیں کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ اپنے بندوں کی مدد کرتے ہیں۔ لیکن مشرف نے اس کے بالکل برعکس سوچا، سمجھا اور عمل کیا۔

مشرف نے سیکولر سوچ کے تحت علاقائی سیاسی صورتحال کو دیکھا اور اس کی بنیاد پر فیصلے کیے۔ اس کے بعد اس نے امریکہ پر بھروسہ کیا۔ اگر علاقائی سیاسی صورتحال کے متعلق اس کا تجزیہ غلط تھا تو سیاست کے میدان کے باقی شہسوار اسے اس حوالے سے کیا مشورے دے رہے تھے؟ یہ سوال کیا جانا چاہیے کہ کیا اس نے مسلمانوں کے مفادات کو سامنے رکھتے ہوئے فیصلے کیے، یا یہ کہ وہ بزدل تھا جو امریکہ کے سامنے مزاحمت نہیں کرسکتا تھا بلکہ اس بھی زیادہ یہ کہ وہ امریکہ کا ایجنٹ تھا جس نے خطے میں امریکہ کی فوجی موجودگی کے قیام کے لیے امریکی منصوبوں میں مکمل معاونت کی تھی؟

مشرف کے بعد آنے والی سیاسی و فوجی قیادت کے فیصلوں کا اگر تجزیہ کیا جائے تو ہم یہ دیکھتے ہیں کہ انہیں علاقائی سیاسی صورتحال کا اسی طرح سے ادراک نہیں تھا جیسا کہ مشرف کو نہیں تھا۔ ہم نے اسی بزدلانہ طرز عمل کا مشاہدہ کیا کہ امریکہ کے چاپلوسی کی جاتی رہی۔ امت کے مفادات کے تحفظ میں ناکامی پر مشرف اپنی کمزوریوں اور نااہلی کو چھپانے کے لیے جو جھوٹ بولا کرتا اور دھوکے دیا کرتا تھا، بعد میں آنے والی سیاسی و فوجی قیادت نے بھی اسی سلسلے کو جاری و ساری رکھا۔ لہٰذا ہمیں اس نظام کے متعلق سوال اٹھانا چاہیے جو اس قسم کی نااہل اور بزدل سیاسی و فوجی قیادت پیدا کرتی ہے۔

نبوت کے طریقے پر قائم خلافت کی مسلم قیادت علاقائی سیاسی صورتحال کا جائزہ لے کر اسلامی احکام کی روشنی میں فیصلے لیتی۔ پھر وہ ان فیصلوں کو نافذ کرتی اور اس کے بعد اللہ سبحانہ و تعالیٰ پر بھروسہ اور توکل کرتی۔ اہم نقطہ یہ ہے کہ امت کے مفادات کی نگرانی اور نگہبانی کرنا فرض ہے اور آپ میں موجود مخلص قیادت امت کے تحفظ کے لیے بہت گہرائی میں سوچ و بچار کرے گی۔ اس طرح قدرتی طور پر ایک بہت بڑی جماعت ایسی بن جائے گی جو علاقائی سیاسی صورتحال کا جائزہ لیتی رہے گی اور اس طرح امت اس قابل ہوگی کہ اسلام اور مسلمانوں کے تحفظ کے لیے درست قدم اٹھاسکے۔

1. http://news.bbc.co.uk/2/hi/south_asia/1ssoe66.stm
2. https://www.cato.org/publications/commentary/new-president-new-china-policy
3. https://www.theguardian.com/world/2001/mar/08/usa.guardianleaders
4. Ahmed Rashid, Descent into Chaos, 2009
5. http://www.nato.int/docu/speech/2oo1/so11oo2a.htm
6. http://www.washingtonpost.com/wp-srv/nation/specials/attacked/transcripts/nbctexto92eo1.html

بقیہ صفحہ 24 سے

4۔ پارلیمنٹ کی اکثریت کا سود کی منظوری دینے سے جمہوری نظام حکومت کی حقیقت ظاہر ہوتی ہے کہ یہ اسلام سے متضاد ہے۔ جہاں اسلام میں حاکمیت شریعت یعنی وحی کو حاصل ہوتی ہے اور احکامات دلیل کی مضبوطی پر اخذ کیے جاتے ہیں تو جمہوریت میں دفعات (احکام) اکثریت کی بنیاد پر لیے جاتے ہیں اور وہ عرش سے نازل شدہ وحی پر غور تک بھی نہیں کرتے۔

پس کیا اب بھی ہمارے سادہ لوح مسلمانوں کو یہ احساس نہیں ہوا کہ جمہوریت اسلام سے متضاد اور مخالف نظام ہے؟!

آخر میں ہم حکومت اور اس کی پارلیمنٹ کو، اللہ کے غضب اور اس کے خلاف بغاوت کرنے پر، انتباہ کرتے ہیں کہ وہ اللہ سے مقابلے کے قابل نہیں ہیں۔ وہ ذات قادر مطلق ہے سزا دینے پر قادر اور مغرور کو رسوا کرنے والا ہے۔ اور ہم انہیں کہتے ہیں کہ اللہ سے ڈریں اور اپنے خالق کی طرف رجوع کریں۔ اور اللہ سبحانہ و تعالیٰ سے اخلاص کے ساتھ توبہ کریں اور سیکولر کفریہ جمہوریت سے دستبردار ہوکر زمین پر اللہ کے احکامات کو نفاذ کرنے والے بن جائیں جو کہ نبوت کے طریقے پر خلافت راشدہ کا قیام ہیں۔

ابراہیم عثمان (ابو خلیل)

ولایہ سوڈان میں حزب التحریر کے ترجمان

رمضان 1438 ہجری/ جون 2017

جمہوریت سے ڈسے جانے سے بچنے کا واحد حل نبوت کے طریقے پر خلافت کا قیام ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جیسے ہی قومی اسمبلی کے اراکین یکم اگست 2017 کو جمع ہوئے تاکہ ایک کرپٹ شخص کی جگہ کو پُر کرنے کے لیے کرپٹ افراد کی صفوں میں سے ہی ایک اور شخص کو نیا وزیر اعظم بنایا جائے تو وزیر اعظم نواز شریف کی نااہلی کے بعد پیدا ہونے والی تبدیلی کی ابتدائی امیدیں اور توقعات دم توڑ گئیں! اور یہ کوئی پہلی دفعہ نہیں ہے، اس سے پہلے 1999 میں نواز، پھر 2008 میں مشرف اور 2013 میں زرداری کے اقتدار کے اختتام پر ایسی ہی صورتحال تھی جیسی کہ آج 2017 میں نواز شریف کے دوبارہ جانے پر ہے۔ ہمیں رسول اللہ ﷺ کی حدیثِ مبارکہ میں کی گئی تنبیہ یاد رکھنی چاہیے کہ، **لَا يُلْدَغُ الْمُؤْمِنُ مِنْ جُحْرٍ وَاحِدٍ مَرَّتَيْنِ** "ایمان والا ایک ہی سوراخ سے دوبارہ نہیں ڈسا جاتا" (مسلم و بخاری)۔ اب پاکستان کے مسلمانوں میں یہ احساس پایا جاتا ہے کہ موجودہ نظام سے کسی حقیقی تبدیلی کی کوئی امید نہیں ہے چاہے امیدوار کا تعلق حکمران جماعت سے ہو یا حزب اختلاف کی جماعت سے ہو جو اس کی جگہ لینے کے لیے ہنگامہ برپا کر رہی ہے۔

جمہوریت کے ذریعے حقیقی تبدیلی کی امیدیں ہر بار مایوسی و ناامیدی پر ہی ختم ہوتی ہیں۔ یقیناً جمہوریت میں کسی تحریک یا ہنگامے کے ذریعے تبدیلی لانے کی کوشش کرنا ایسے ہی ہے جیسے کہ اُبلتے پانی سے پیاس بجھانے کی کوشش کرنا، بے شک ابلتے پانی کا شور تو بہت ہوتا ہے لیکن پیاسا اس سے اپنی پیاس نہیں بجھا سکتا۔ آخر جمہوریت کیسے حقیقی تبدیلی کا باعث بن سکتی ہے جو کہ بذاتِ خود مالیاتی کرپشن سمیت ہر قسم کی کرپشن کی وجہ ہے اور اِس کا کرپشن کی وجہ ہونا اگست 1947 میں قیامِ پاکستان سے لے کر آج تک کی ستر سالہ تاریخ سے واضح طور پر ثابت ہے؟ جمہوریت کا پرچار کرنے والے ہمیں دلاسا دینے کے لیے اس نظام سے ہی امیدیں دلاتے رہتے ہیں لیکن ہم ہر بار ان کے ہاتھوں ڈسے جاتے ہیں۔ آخر ایسا کیوں ہے کہ پوری مسلم دنیا میں، مراکش سے شروع کر کے ترکی سے ہوتے ہوئے مشرق میں انڈونیشیا تک یہی صورتِ حال ہے؟

> **حقیقی تبدیلی کی تلاش میں اپنی توانائیاں غلط جگہ پر مت لگاؤ۔ جمہوریت ہمیشہ اور بار بار ہمیں ڈستی رہے گی۔ ہم کس طرح ایک ایسے نظام کے ذریعے اللہ سبحانہُ وتعالیٰ کی رحمت، تحفظ اور خوشحالی کی امید لگا سکتے ہیں جو کہ اللہ سبحانہُ وتعالیٰ کی نافرمانی، اس کی حدود کو توڑنے اور گناہ پر مبنی ہے؟**

ہم ہمیشہ ہی اُن لوگوں سے ڈسے جائیں گے جو جمہوریت کی طرف بلاتے ہیں چاہے ان کا تعلق حکمران جماعت سے ہو یا اس جماعت سے جو موجودہ حکمرانوں کی جگہ حکمران بننے کی خواہش رکھتی ہے۔ جو بھی جمہوریت کے ذریعے حکمرانی کرتا ہے وہ اپنے رب اللہ سبحانہُ وتعالیٰ کی نافرمانی کر کے زمین پر کرپشن اور فساد پھیلا رہا ہے۔ جب جمہوریت کے آئین اور قانون کے ذریعے حکمرانی کی جاتی ہے تو حکمران ہمیشہ متکبرانہ انداز میں اُن احکامات کو نظر انداز کر دیتے ہیں جن کے کرنے کا اللہ سبحانہُ وتعالیٰ نے حکم دیا ہے اور کھلم کھلا وہ اعمال کرتے ہیں جن کو اللہ سبحانہُ وتعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے۔ لہٰذا جمہوریت کے ذریعے مسلمانوں کے لیے کوئی حقیقی تبدیلی آ ہی نہیں سکتی چاہے ہم پاکستان میں مزید ستر سال بھی جمہوریت کو وقت دے دیں۔ نہ صرف پاکستان بلکہ مسلم دنیا میں کہیں بھی جمہوریت کے ذریعے کوئی حقیقی تبدیلی نہیں آ سکتی۔ یقیناً اللہ سبحانہُ وتعالیٰ نے یہ کہہ کر ہمیں خبردار کیا ہے کہ، **وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ لَا تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ قَالُوا إِنَّمَا نَحْنُ مُصْلِحُونَ** "اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ زمین میں فساد نہ کرو تو وہ کہتے ہیں کہ ہم تو اصلاح کرنے والے ہیں" (البقرۃ: 11)۔

ہم ہمیشہ ہی جمہوریت سے ڈسے جائیں گے کیونکہ اس میں قوانین پارلیمنٹ میں بیٹھے اراکین کی مرضی و خواہش کے مطابق بنائے جاتے ہیں جبکہ اللہ سبحانہُ وتعالیٰ نے ہمیں حکم دیا ہے کہ، **وَأَنِ احْكُم بَيْنَهُم بِمَا أَنزَلَ اللَّهُ وَلَا تَتَّبِعْ أَهْوَاءَهُمْ وَاحْذَرْهُمْ أَن يَفْتِنُوكَ عَن بَعْضِ مَا أَنزَلَ اللَّهُ إِلَيْكَ** "اور یہ کہ (آپؐ) ان کے درمیان اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ (احکامات) کے مطابق فیصلہ کریں اور ان کی خواہشات کی پیروی نہ کیجئے گا۔ اور ان سے محتاط رہیں کہ کہیں یہ اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ بعض (احکامات) کے بارے میں آپ ﷺ کو فتنے میں نہ ڈال دیں" (المائدہ: 49)۔ تو پھر کس طرح جمہوریت کے ذریعے کوئی حقیقی تبدیلی رونما ہو سکتی ہے؟!

ہم ہمیشہ ہی جمہوریت سے ڈسے جائیں گے

کیونکہ یہ حکمرانوں کو اس بات کی اجازت دیتی ہے کہ وہ مستقل ہمارے دشمن ممالک کے اہلکاروں اور حکام سے ملتے رہیں، ان پر ہماری سلامتی کے راز افشاں کریں اور ان سے رہنمائی طلب کریں جبکہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے ہمیں ایسا کرنے سے منع فرمایا ہے، **إِنَّمَا يَنْهَاكُمُ اللَّهُ عَنِ الَّذِينَ قَاتَلُوكُمْ فِي الدِّينِ وَأَخْرَجُوكُمْ مِنْ دِيَارِكُمْ وَظَاهَرُوا عَلَى إِخْرَاجِكُمْ أَنْ تَوَلَّوْهُمْ وَمَنْ يَتَوَلَّهُمْ فَأُولَئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ** "جن لوگوں نے دین کی وجہ سے تمہارے ساتھ قتال کیا اور تمہیں تمہارے گھروں سے نکال دیا اور تمہارے نکالنے میں اوروں کی مدد کی، اللہ تعالیٰ اُن لوگوں سے دوستی کرنے سے تمہیں منع کرتا ہے۔ جو اُن سے دوستی کرتے ہیں وہی ظالم ہیں" (الممتحنۃ:9)۔ اور جمہوریت اس بات کی اجازت دیتی ہے کہ مسجدِ اقصیٰ، فلسطین اور مقبوضہ کشمیر کو ہمارے دشمنوں کے رحم و کرم پر چھوڑ دیا جائے، جبکہ اللہ سبحانہُ و تعالیٰ نے حکم دیا ہے، **وَإِنِ اسْتَنْصَرُوكُمْ فِي الدِّينِ فَعَلَيْكُمُ النَّصْرُ** "اگر یہ دین کے بارے میں تم سے مدد مانگیں تو تم پر ان کی مدد لازم ہے" (الانفال:72)۔ تو پھر کس طرح جمہوریت کے ذریعے کوئی حقیقی تبدیلی رونما ہو سکتی ہے؟!

ہم ہمیشہ ہی جمہوریت سے ڈسے جائیں گے

کیونکہ وہ ہمارے توانائی کے وسائل کی نجکاری کا حکم دیتی ہے جنہیں اسلام نے عوامی ملکیت قرار دیا ہے اور رسول اللہ ﷺ نے ان کے متعلق فرمایا کہ، **الْمُسْلِمُونَ شُرَكَاءُ فِي ثَلَاثٍ الْمَاءِ وَالْكَلَإِ وَالنَّارِ** "مسلمان تین چیزوں میں شریک ہیں: پانی، چراہ گاہیں اور آگ (توانائی)" (احمد)۔ جمہوریت غریبوں پر کمر توڑ ٹیکس لگانے کی اجازت دیتی ہے جبکہ ہمارا دین اسے حرام قرار دیتا ہے اور رسول اللہ ﷺ نے خبردار فرمایا، **لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ صَاحِبُ مَكْسٍ** "غیر شرعی ٹیکس جمع کرنے والا جنت میں نہیں جائے گا" (احمد)۔ اور جمہوریت غیر ملکی سودی قرضوں کی اجازت دیتی ہے جبکہ اللہ سبحانہُ و تعالیٰ نے فرمایا، **وَأَحَلَّ اللَّهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبَا** "وہ کہتے ہیں کہ تجارت بھی سود کی طرح ہے۔ لیکن اللہ نے تجارت کو حلال اور سود کو حرام قرار دیا ہے" (البقرۃ:275)۔ اور جمہوریت اس بات کو یقینی بناتی ہے کہ دولت حکمرانوں کی تجوریوں میں اکٹھی ہوتی رہے جبکہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے حکم دیا کہ، **كَيْ لَا يَكُونَ دُولَةً بَيْنَ الْأَغْنِيَاءِ مِنْكُمْ** "تاکہ دولت صرف تمہارے دولتمندوں میں ہی گردش نہ کرتی رہے" (الحشر:7)۔ تو پھر ہم کس طرح جمہوریت کے ذریعے کسی حقیقی تبدیلی کی امید رکھ سکتے ہیں؟!

اے پاکستان کے مسلمانو!

حقیقی تبدیلی کی تلاش میں اپنی توانائیاں غلط جگہ پر مت لگاؤ۔ جمہوریت ہمیشہ اور بار بار ہمیں ڈستی رہے گی۔ ہم کس طرح ایک ایسے نظام کے ذریعے اللہ سبحانہُ و تعالیٰ کی رحمت، تحفظ اور خوشحالی کی امید لگا سکتے ہیں جو کہ اللہ سبحانہُ و تعالیٰ کی نافرمانی، اس کی حدود کو توڑنے اور گناہ پر مبنی ہے؟ ہمیں کسی صورت ان لوگوں کی طرف راغب نہیں ہونا چاہیے جو جمہوریت کے ظلم کی طرف بلاتے ہیں جبکہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے ہمیں خبردار کیا، **وَلَا تَرْكَنُوا إِلَى الَّذِينَ ظَلَمُوا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ وَمَا لَكُمْ مِنْ دُونِ اللَّهِ مِنْ أَوْلِيَاءَ ثُمَّ لَا تُنْصَرُونَ** "ظالموں کی طرف ہرگز نہ جھکنا ورنہ (جہنم کی) آگ تمہیں چھولے گی اور اس حالت میں اللہ کے سوا تمہارا کوئی والی و سرپرست نہیں ہوگا اور تمہاری مدد نہیں کی جائے گی" (ہود:113)۔ آئیں ہم مکمل طور پر اپنے دین پر کاربند ہو جائیں اور نبوت کے نقشِ قدم پر خلافت کے قیام کے ذریعے اس دین کے نفاذ کا عہد کریں۔ آئیں کہ ہم حقیقی تبدیلی لانے کے لیے حزب التحریر کے شباب کے ساتھ کندھے سے کندھا ملا کر کھڑے ہوں اور اگست 1947 میں اسلام کے نام پر حاصل کی جانے والی پاکستان کی مبارک سرزمین پر نبوت کے طریقے کے مطابق خلافت کے قیام کے لیے دن رات ایک کر دیں۔

اے افواجِ پاکستان میں موجود مسلمانو!

جمہوریت کی حقیقت، اس کی کرپشن اور ظلم، ہم سب پر واضح ہے۔ اس جمہوریت نے اسلامی امت کو ذلیل و رسوا کیا اور دشمنوں کو ہم پر بالادستی فراہم کی ہے۔ آپ نبوت کے طریقے پر خلافت کے قیام کے لیے نُصرۃ فراہم کر کے جمہوریت کی اس گلی سڑی لاش کو ہمیشہ کے لیے دفن کر دیں۔ برادرانِ کرام حقیقی تبدیلی لانے کا یہی وقت ہے تاکہ ایک بار پھر یہ امت ویسے ہی غالب ہو جائے جیسا کہ اس سے پہلے صدیوں تک غالب رہی تھی۔ **وإِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَالَّذِينَ آمَنُوا الَّذِينَ يُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَهُمْ رَاكِعُونَ* وَمَنْ يَتَوَلَّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَالَّذِينَ آمَنُوا فَإِنَّ حِزْبَ اللَّهِ هُمُ الْغَالِبُونَ** "تمہارے دوست نہیں مگر اللہ اور اس کا رسول اور ایمان والے کہ نماز قائم کرتے ہیں اور زکوۃ دیتے ہیں اور اللہ کے حضور جھکے ہوئے ہیں۔ اور جو اللہ اور اس کے رسول اور مسلمانوں کو دوست بنائے تو بے شک اللہ ہی کا گروہ غالب ہے" (المائدہ:56-55)

حزب التحریر — 12 ذی القعد 1438 ہجری

ولایہ پاکستان — 4 اگست 2017

ختم شد

مسلم ممالک میں موجود افواج کو پُر زور پکار۔۔۔۔کیا آپ میں کوئی ایسا بہادر مرد نہیں جو فلسطین کی مسجد اقصیٰ اور مسلم خواتین کی خاطر اپنے اسلحے کے ساتھ حرکت میں آئے؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

27 شوال 1438 ہجری(21جولائی 2017ء)اسلامی تاریخ کا وہ دوسرا جمعہ تھا کہ جب مسلمان مسجدِ اقصیٰ میں جمعہ کی نماز ادا نہ کر سکے۔ان دو جمعوں کے علاوہ ایسا 1389 ہجری (سن 1969ء) میں ہوا تھا جب جمعے کے دن ہی یہودیوں نے مسجدِ اقصیٰ کا منبر جلا دیا تھا۔583 ہجری میں جب صلاح الدین ایوبی نے القدس کو صلیبیوں کی نجاست سے آزاد اور پاک کر کے وہاں پہلا جمعہ ادا کیا تھا،اسکے بعد اب یہودی ریاست کی طرف سے ایک خطرناک مثال قائم کی جا رہی ہے۔آٹھ صدیوں میں صرف تین مواقع ایسے آئے ہیں جب مسلمان مسجدِ اقصیٰ میں نمازِ جمعہ ادا نہیں کر سکے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہودی وجود کی اسلام اور مسلمانوں سے دشمنی کس قدر شدید ہے۔ انہوں نے مسلمانوں کو عبادت سے ہی نہیں روکا بلکہ انہوں نے مسجدِ اقصیٰ کے صحن کے گرد موجود میدان میں ہونے والے نماز کے اجتماع پر گولیاں بھی برسائیں۔یقیناً جیسا کہ اللہ القوی العزیز نے یہود کے متعلق بیان کیا یہ بالکل ویسے ہی ہیں: **لَتَجِدَنَّ أَشَدَّ النَّاسِ عَدَاوَةً لِّلَّذِينَ آمَنُوا الْيَهُودَ وَالَّذِينَ أَشْرَكُوا** "یقیناً آپ ایمان والوں کا سب سے زیادہ دشمن یہودیوں اور مشرکوں کو پائیں گے"(المائدہ:82)۔۔۔لیکن دوسری جانب مصر کے صدر نے اسرائیلی وزیر اعظم نیتن یاہو سے رابطہ کیا جیسا کہ اردن کے بادشاہ اور ترکی کے صدر نے بھی کیا، اور ہر ایک نے پُر سکون رہنے کی درخواست کی، جبکہ سعودی بادشاہ نے ایک بیان جاری کیا کہ مسجدِ اقصیٰ میں جو کچھ ہو رہا ہے اُس پر اُسے افسوس ہے۔ یہ سب لوگ یہودی وجود سے درخواستیں کر رہے ہیں کہ وہ عبادت گزاروں کو مسجدِ اقصیٰ میں نماز پڑھنے کی اجازت دے اور الیکٹرانک دروازوں کے استعمال کو کم کرے یعنی انہوں نے اس بات کو قبول کر لیا کہ مسلمانوں کی ذلت آمیز تلاشی کی پالیسی کو جاری رکھا جائے۔

> **اے مسلم علاقوں میں موجود افواج! اقصیٰ کبھی بھی آزاد نہیں ہو سکتی جب تک یہودی وجود کا خاتمہ نہ کر دیا جائے۔ فلسطین کے لوگوں کی تحریک بہادرانہ اور نہایت عظیم ہے لیکن وہ یہودی وجود کا خاتمہ نہیں کر سکتی۔ آپ ان کی مدد کریں اور اللہ العزیز الحکیم کی پکار کا جواب دیں**

مسلم ممالک کے باقی حکمرانوں کا بھی اس قسم کا ہی موقف ہے اور وہ اپنے بے حد کمزور موقف کا اظہار بھی انتہائی دبے لفظوں میں کر رہے ہیں جیسا کہ جو کچھ ہو رہا ہے اس سے ان کا کوئی تعلق واسطہ نہیں۔ بے شک انہیں اللہ ، اس کے رسول ﷺ اور ایمان والوں سے کوئی شرم نہیں۔ یقیناً رسول اللہ ﷺ نے جو کہا وہ سچ ہے کہ،**إِنَّ مِمَّا أَدْرَكَ النَّاسُ مِنْ كَلَامِ النُّبُوَّةِ الْأُولَى: إِذَا لَمْ تَسْتَحِ فَاصْنَعْ مَا شِئْتَ** " پچھلے انبیاء کی باتوں سے لوگوں نے جو سمجھا ان میں ایک یہ ہے کہ اگر تمہیں کوئی شرم نہیں تو پھر جو چاہو کرو"(بخاری نے عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت کی)۔

جب تک یہودی وجود نے فلسطین کی سر زمین کو غصب کر رکھا ہے مسجدِ اقصیٰ کا مسئلہ کبھی حل نہیں ہو سکتا۔ موجودہ صورتحال میں زیادہ سے زیادہ جو ہو سکتا ہے وہ یہ ہے کہ یہودی ریاست مسجدِ اقصیٰ میں نماز کی اجازت دے دے، جو اس کے حکم سے اور اس کی اجازت سے اور یہودیوں کے اسلحے کے سائے میں ادا کی جائے گی۔ یہودی وجود کے وزیر داخلہ نے کہا، "الاقصیٰ (اسرائیل) کے کنٹرول میں ہے، اس کو کھولنے اور بند کرنے کا پہلا اور حتمی اختیار اُسی کا ہے"۔ مسلم ممالک کے حکمرانوں کے غلامانہ طرزِ عمل کی وجہ سے یہ ذلیل ایسا کہنے کی جرأت کرتا ہے۔ اس جرم کی ابتداء اس وقت ہوئی جب ان حکمرانوں نے فلسطینی اتھارٹی میں موجود اُن لوگوں کے ساتھ گٹھ جوڑ بنایا کہ جن کے دلوں میں مرض ہے، اور یہ طے کیا کہ فلسطین صرف فلسطین کے لوگوں کا مسئلہ ہے۔ پھر یہ حکمران کسی افسوس کے بغیر اپنے اس فیصلے کے نتائج کا مشاہدہ

کرنے لگے۔ مسلم دنیا کے ان حکمرانوں میں سے "بہترین" وہ ہے جو یہودی وجود کے سربراہ سے رابطہ کرتا ہے اور اس سے درخواست کرتا ہے کہ وہ فلسطین کے لوگوں کے خلاف ہونے والے ظلم وستم کو ختم کر دے۔ یہ حقیقت ہے ان حکمرانوں کی جو فلسطین کی حمایت اس طرح کرتے ہیں کہ اسے یہودی وجود کے سامنے بے یارو مددگار چھوڑ دیتے ہیں۔ ان کا طرز عمل اس شخص کی طرح ہے جو سب کام کرنے کے بعد اسے ضائع کر دیتا ہے، **قَاتَلَهُمُ اللَّهُ أَنَّىٰ يُؤْفَكُونَ**، "اللہ انہیں غارت کرے ؛کہاں سے پھرے جاتے ہیں؟" (المنافقون:4)۔

مسلم ممالک کے کم ظرف اور جاہل حکمران اس بات سے آگاہ ہیں کہ صرف فلسطین کے لوگوں کی جدوجہد کے ذریعے یہودی وجود کا خاتمہ نہیں ہوسکتا۔ وہ یہ بھی جانتے ہیں کہ مکروہ یہودی وجود کو ختم کیے بغیر مسجدِ اقصیٰ اور پورے فلسطین کا مسئلہ حل نہیں ہوسکتا اور اس کا خاتمہ صرف اُسی صورت ممکن ہے جب ایک پوری فوج اپنے اسلحے کے ساتھ حرکت میں آئے اور یہودی وجود کو جڑ سے اکھاڑ پھینکے۔ یہ ہے وہ مدد جو درکار ہے مبارک اور مقدس سرزمینِ فلسطین، بیت المقدس اور مسلمانوں کے قبلۂ اول کو، جو اُن تین مقدس مساجد میں سے ایک ہے کہ جس کی زیارت کا حکم دیا گیا ہے۔ اور اسی طریقے سے ہی فلسطین میں موجود مسلم خواتین کے تحفظ کی خاطر فتح حاصل ہوسکے گی۔

کیا مسلم افواج میں کوئی صادق و بہادر مرد نہیں، کہ جو اپنے اسلحے کے ساتھ حرکت میں آئے، جس کے ساتھی نعرۂ تکبیر بلند کر رہے ہوں اور ان مسلم خواتین کو بچائے جن پر مسجد اقصیٰ کے صحن اور اس کے اردگرد مجرم یہودی حملہ کر رہے ہیں؟ کیا مسلم افواج میں کوئی صادق و بہادر مرد نہیں کہ جس کا خون جوش مارے اور وہ اپنی بریگیڈ کی قیادت کرتے ہوئے مسجدِ اقصیٰ کی جانب چل پڑے اور راہ میں آنے والے حکمرانوں کو کچل ڈالے؟ کیا مسلم افواج میں کوئی صادق و بہادر مرد نہیں جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے انصارؓ کی سنت پر چلے، جو مخلص حاملینِ دعوت کو کامیابی سے ہمکنار کرے اور حزب التحریر کی مدد و نصرت کرے تاکہ موجودہ حکمرانوں کو اکھاڑ کر اسلام کی ریاست خلافت راشدہ کے ذریعے اسلام کی حکمرانی کو قائم کیا جائے، اور وہ خلافت کی فوج کی قیادت کرتے ہوئے اس شیطانی وجود کا خاتمہ کرے اور رسول اللہ ﷺ کی بشارتوں سے اپنی جھولی بھر لے؟ مسلم نے اپنی صحیح میں ابوہریرہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، **لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يُقَاتِلَ الْمُسْلِمُونَ الْيَهُودَ، فَيَقْتُلُهُمُ الْمُسْلِمُونَ** "قیامت اس وقت تک نہیں آئے گی جب تک مسلمان یہودیوں سے جنگ نہ کرلیں، مسلمان انہیں قتل کریں گے"۔ ایک اور روایت میں آپ ﷺ نے فرمایا، **تُقَاتِلُكُمْ يَهُودُ، فَتُسَلَّطُونَ عَلَيْهِمْ** "یہودی تم سے لڑیں گے اور تم ان پر غالب آجاؤ گے"۔

اے مسلمانو! مسلمانوں کی افواج تم میں سے ہیں، وہ تمہارے بیٹے ہیں، تمہارے بھائی ہیں اور تمہارے رشتہ دار ہیں۔ لہٰذا انہیں اُس حق کی جانب مائل کرو جسے اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے نازل فرمایا ہے، ان کے دل و دماغ کو اسلام کی آگاہی سے روشن کرو تاکہ وہ اللہ کے دین کو فتح و سربلندی سے ہمکنار کریں اور اسلام کے اُن سپاہیوں کی روایت کو زندہ کریں جنہوں نے فلسطین اور شام کی سرزمین سے صلیبیوں کو اکھاڑ پھینکا تھا اور اسلامی علاقوں سے تاتاریوں کے وجود کا خاتمہ کیا تھا۔ وہ دنیا کے لیے روشنی کا مینار تھے کیونکہ انہوں نے اچھائی کو پھیلایا اور انصاف کو قائم کیا تھا۔

اگر مسلم افواج ایک بار پھر اُن عظیم سپاہیوں جیسا بننا چاہتی ہیں تو انہیں صرف اور صرف اللہ کے دین اور اقصیٰ اور اس کے مضافات کی مدد و نصرت کرنی ہے اور اپنے رستے میں آنے والے ہر حکمران کو کچلتے ہوئے گزر جانا ہے۔ اللہ ان کے ناموں کا تذکرہ "روشن صفحات" میں کریں گے، اس دنیا میں ان کے پاس طاقت ہوگی اور آخرت میں وہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے نزدیک مسندوں پر براجمان ہوں گے۔ **إِنَّ الْمُتَّقِينَ فِي جَنَّاتٍ وَنَهَرٍ * فِي مَقْعَدِ صِدْقٍ عِندَ مَلِيكٍ مُّقْتَدِرٍ** "یقیناً متقی لوگ باغوں اور نہروں میں ہوں گے۔ ہر طرح کی قدرت رکھنے والے بادشاہ کے نزدیک، باعزت مقام پر" (القمر:54-55)۔

اے مسلم علاقوں میں موجود افواج! مسجدِ اقصیٰ اور اس کے علاقے مدد کے لیے پکار رہے ہیں۔ اقصیٰ کبھی بھی آزاد نہیں ہوسکتی جب تک یہودی وجود کا خاتمہ نہ کردیا جائے۔ فلسطین کے لوگوں کی تحریک بہادرانہ اور نہایت عظیم ہے لیکن وہ یہودی وجود کا خاتمہ نہیں کرسکتی۔ وہ اپنی استطاعت کے مطابق جو ہوسکتا ہے کر رہے ہیں لیکن وہ آپ کو مدد و نصرت کے لیے پکار رہے ہیں، پس آپ ان کی مدد کریں اور ان کو مدد فراہم کریں اور اللہ العزیز الحکیم کی پکار کا جواب دیں: **وَإِنِ اسْتَنصَرُوكُمْ فِي الدِّينِ فَعَلَيْكُمُ النَّصْرُ...** "اگر وہ تم سے دین کے بارے میں مدد طلب کریں تو تم پر مدد کرنا لازم ہے" (الانفال:72)۔

بقیہ صفحہ 3 پر

خلافہ ڈاٹ نیٹ کی تزین و آرائش کے بعد افتتاح کا اعلان

پریس ریلیز

حزب التحریر کا مرکزی میڈیا آفس جمعہ 5 ذی القعد 1438 ہجری بمطابق 28 جولائی 2017 کو خلافت راشدہ ویب سائٹ (Khilafah.net) کی تزین و آرائش کے بعد افتتاح کا اعلان کرتا ہے۔

اس اعلان کے ساتھ مرکزی میڈیا آفس اللہ سبحانہ و تعالیٰ سے دعا کرتا ہے کہ وہ خلافت راشدہ کے قیام میں ہماری مدد فرمائے تا کہ امت کی عزت اور شان و شوکت بلند ہو اور وہ اسلامی طرز زندگی کی بحالی سے خوش ہو جسے اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے ان کے لیے پسند فرمایا ہے، اور اللہ تعالیٰ اُس جماعت کو اِس امت کی قیادت نصیب فرمائے جو اپنے لوگوں سے جھوٹ نہیں بولتی، جو ایماندار اور مخلص ہے اور انہیں میں سے ہے۔ یہ وہ جماعت ہے جس نے امت کو مشکلات کے دوران مایوس نہیں کیا، یہ وہ جماعت ہے جس نے اپنا ہاتھ امت کے دشمنوں کے ہاتھوں میں نہیں دیا، اور جو سوائے اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے کسی سے کامیابی کے لیے مدد نہیں مانگتی۔ لہٰذا نبوت کے طریقے پر دوسری خلافت راشدہ کا اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا وعدہ اور رسول اللہ ﷺ کی بشارت پوری ہوگی، جس کی آمد کی آثار افق پر نظر آرہے ہیں، اور جس کے طلوع کا وقت قریب آگیا ہے۔ اور اللہ کے لیے یہ سب کچھ بالکل بھی مشکل نہیں۔

حزب التحریر، جو ساٹھ سال سے میدان عمل میں موجود ہے، کو رکاوٹوں، مشکلات اور حکمرانوں اور جابروں کی ناانصافیوں کی کوئی پرواہ نہیں ہے۔ وہ لوگوں کو رسول اللہ ﷺ کے طریقے کے مطابق اسلامی ریاست کے دوبارہ قیام کی دعوت دے رہی ہے بالکل ویسے ہی جیسے رسول اللہ ﷺ نے پہلی اسلامی ریاست مدینہ المنورہ میں قائم فرمائی تھی۔ حزب التحریر نے ایک منفرد اور مضبوط آئین قرآن و سنت سے اخذ کر کے امت کے سامنے ایک منصوبے کے طور پر پیش کیا ہے کہ جسے جب نافذ کیا جائے گا تو وہ امت کو انسانوں کے بنائے ہوئے قوانین کے اندھیروں سے نکال کر اسلام کی روشنی اور انصاف سے روشناس کرائے گی تا کہ اس دنیا اور آخرت کی خوشیاں حاصل ہوں۔۔۔۔۔ یہ حزب التحریر ہے، اللہ کی مدد اور رضا کی طالب، اور اس کے متحرک امیر، مشہور فقیہ عطا بن خلیل ابو الرشتہ، اللہ ان کی حفاظت فرمائے، کہ وہ ان تمام شرعی طریقہ کار اور ان وسائل کو استعمال کریں جو انہیں میسر ہیں، اور اس نے ایک نئے پلیٹ فارم اور میڈیا کا اعلان کیا ہے۔ اس نے خلافت راشدہ ویب سائٹ کے اجرا کا اعلان کیا ہے جسے نئی شکل اور تزین و آرائش کے بعد دوبارہ شروع کیا گیا ہے کہ وہ اسلامی امت کو ماضی کی شان و شوکت، اور سیاسی، فکری اور فقہی بیانات کی اشاعت کر کے امت کے اہم ترین مسئلہ (نبوت کے طریقے پر خلافت) سے متعلق آگاہی کو پھیلائے اور انہیں موجودہ گمراہی اور تذلیل کی صورتحال سے نکال کر انہیں اسلام کے زیر سایہ حکومت میں ترقی اور عزت کی زندگی کا تصور پیش کرے جو رسول اللہ ﷺ ہمارے لیے چھوڑ گئے تھے جب انہوں نے کہا، **تَركتُكُم على بَيضاءَ نقيةٍ لَيلُها كنهارِها لا يَزيغُ عنها إلاَّ هالِكٌ** "میں تمھیں روشنی کی راہ پر چھوڑے جا رہا ہو جس کی رات دن کی طرح ہے۔ میرے جانے کے بعد کوئی اس سے نہ ہٹے سوائے اس کے جو برباد ہوا"۔

نئی تزین و آرائش کی حامل Khilafah.net کی سائٹ مسلمانوں کو بتاتی ہے کہ کس طرح اسلامی ریاست قائم ہوئی تھی، کس طرح وہ تباہ ہوئی، اس کے دوبارہ قیام کی فرضیت، اور اس کے قیام کا شرعی طریقہ کار کیا ہے۔ یہ ویب سائٹ امت کو ریاست خلافت کا ڈھانچہ، اس کے نظام اور ادارے اور وہ آئین بھی دیکھاتی ہے جو حزب التحریر نے نبوت کے طریقے پر دوسری خلافت راشدہ کے لیے تیار کیا ہے جب وہ اللہ کے حکم سے جلد ہی قائم ہو گی۔۔۔۔ اس ویب سائٹ پر اسلام کے نظام حکمرانی سے متعلق کتابوں اور فکری، سیاسی اور فقہی تحریروں کا مشاہدہ کیا جا سکتا ہے۔ اس کے علاوہ جماعت کی لیفلٹس، میگزینز، اہم واقعات پر تبصروں، اور خبروں اور سیاسی تجزیوں کو بھی جدید ترین ٹیکنالوجی کی مدد سے پڑھا جا سکتا ہے۔

ہم اللہ سبحانہ و تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ وہ ہماری رہنمائی فرمائے اور اس ویب سائٹ کو خیر کی روشنی پھیلانے کا ذریعہ بنائے تا کہ لوگوں کی رہنمائی ہو سکے، اور اللہ ان لوگوں کو اجر عظیم عطا فرمائے جو اس ویب سائٹ کو چلا رہے ہیں۔ اللہ ہی کامیابی دینے والے ہیں۔

ڈاکٹر عثمان بخاش

ڈائریکٹر مرکزی میڈیا آفس حزب التحریر

5 ذی القعد 1438 ہجری بمطابق 28 جولائی 2017

ختم شد

بچوں کا قتل نہیں رکے گا جب تک امریکہ کی نظروں میں افغانستان جنگی پروجیکٹ رہے گا

پریس ریلیز

11 جون 2017 کو میڈیا ذرائع نے افغانستان کے آزاد کمیشن برائے انسانی حقوق کے حوالے سے رپورٹ شائع کی۔ رپورٹ میں کہا گیا کہ افغان بچے غیر محفوظ ہیں اور چھ ملین سے زائد بچے تشویشناک حالات میں زندگی گزارتے اور روزانہ جنگ کی تباہ کاریوں سے متاثر ہورہے ہیں۔ بدھ 31 مئی کو کابل میں ایک بہت بڑا بم دھماکہ ہوا، جس کے نتیجے میں 500 سے زائد لوگ جاں بحق اور زخمی ہوئے، ان میں بچے اور عورتیں بھی شامل تھیں۔

اس حملے سے پیشتر سال رواں کی پہلی سہ ماہی میں 715 کے لگ بھگ شہری جاں بحق ہوئے۔ اقوام متحدہ کے تعاون مشن برائے افغانستان (UNAMA) نے صرف جنوری اور اپریل 2017 کے درمیان بچوں کے 987 کیسز ریکارڈ کیے جن میں 283 بچے جاں بحق اور 704 زخمی ہوئے، یہ شرح 2016 کے انہی مہینوں کی نسبت سے 21 فیصد سے بھی زیادہ ہے۔ 2016 میں 900 سے کچھ زائد کیسز ریکارڈ کیے گئے تھے۔

اگر چہ نام نہاد جمہوری اقدار "بچوں کو دیے جانے والے حقوق بچوں کے انسانی حقوق ہیں جس کے ساتھ ان کی خصوصی حفاظت اور صغر سنی میں پیشگی دیکھ بھال کے حقوق کے لیے خصوصی توجہ شامل ہے" کی بات کرتا ہے، مگر اس کے باوجود جب امریکہ نے اس مسلم ملک پر قبضہ کر لیا اور یہاں کے معصوم او ر بے گناہ مردوں، عورتوں اور بچوں پر بلا امتیاز موت اور تباہی مسلط کر دی، تب انہوں نے اپنے سیاسی اور اقتصادی مفادات کی خاطر اپنی جھوٹی اور نام نہاد اقدار کو ملحوظِ خاطر نہیں رکھا۔ اس کے علاوہ کابل کے مسند اقتدار پر لگا تار آنے والی ایجنٹ سیکولر حکومتیں لوگوں کے حوالے سے اپنی ذمہ داریوں سے مکمل طور پر لا تعلق ہو چکی ہیں اور ان کا کام اس زمین کے وسائل سے اپنی جیبیں بھرنا اور اپنے مغربی آقاؤں کی ہدایات پر جوں کے توں عمل کرنا رہ گیا ہے۔ بلا شبہ امریکہ افغانستان کو اپنے جنگی منصوبوں کے لیے ایک اڈے کے طور پر استعمال کر رہا ہے۔ اب افغانستان میں اپنے 8400 فوجیوں کی موجودگی، دہشت گردی کے خلاف جنگ اور خطے میں مغرب کی تابعدار حکومتوں کے قیام کے ذریعے امریکہ کا آخری اور حقیقی ہدف یہ ہے کہ امت کی اسلامی شناخت کو تہس نہس کر کے اسلام کے از سر نو ظہور کے خلاف لڑا جائے، تاکہ نبوت کے نقش قدم پر دوسری خلافتِ راشدہ کے قیام کو روکا جائے، وہ خلافت جو اپنے علاقوں میں ان کی مداخلت اور انہیں نو آبادیات بنانے کے منصوبوں کا خاتمہ کر دے گی اور اپنے تمام رعایا کا تحفظ اور دیکھ بھال کرے گی۔

امت جب تک سیکولرازم کے شکنجوں اور خونی استعماری پنجوں سے رہائی نہیں پاتی، افغانستان اور دیگر مسلم ممالک میں خونریزیوں، غارت گریوں، افلاس اور فقر و فاقہ کی صورتحال ہی موجود رہے گی۔ نبوت کے نقش قدم پر قائم ہونے والی خلافت ہی مکمل شکل میں اسلامی روایات و اقدار کو رائج کر سکے گی، وہ اقدار و روایات جو بچوں کے حقوق کی حقیقی ضمانت پر مشتمل ہیں، بلکہ خلافت پوری امت کی نگرانی اور دیکھ بھال کی ذمہ داری کا حق ادا کر دے گی۔

﴿قَالَ اهْبِطَا مِنْهَا جَمِيعًا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ فَإِمَّا يَأْتِيَنَّكُم مِّنِّي هُدًى فَمَنِ اتَّبَعَ هُدَايَ فَلَا يَضِلُّ وَلَا يَشْقَى * وَمَنْ أَعْرَضَ عَن ذِكْرِي فَإِنَّ لَهُ مَعِيشَةً ضَنكًا وَنَحْشُرُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَعْمَى﴾

"اب تمہارے پاس جب کبھی میری طرف سے ہدایت پہنچے تو جو میری ہدایت کی پیروی کرے نہ تو وہ بہکے گا نہ تکلیف میں پڑے گا۔ اور (ہاں) جو میری یاد دہانی سے روگردانی کرے گا اس کی زندگی تنگی میں رہے گی اور ہم اسے روز قیامت اندھا کر کے اٹھائیں گے" (طہ:124-123)

شعبہ خواتین مرکزی میڈیا آفس حزب التحریر

25 رمضان 1438 ہجری بمطابق 20 جون 2017

پارلیمنٹ نے رمضان کے مہینے میں اسلام کی طرف رجوع کرنے اور اس کو نافذ کرنے کی بجائے سود کو جائز کر کے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو چیلنج کیا ہے

پریس ریلیز

کل سوڈان کی پارلیمنٹ نے الباقر الیکٹرک اسٹیشن بنانے کی غرض سے عرب کے معاشی و معاشرتی ترقیاتی فنڈ سے قرضہ لینے کی منظوری دی، جس کی قیمت 51 ملین کویتی دینار ہے جو کہ 172 ملین امریکی ڈالرز کے برابر ہیں، جس کی ادائیگی 20 سال کے عرصے میں ڈھائی فیصد سود کے ساتھ کی جائے گی۔

اگرچہ بعض راکین پارلیمنٹ نے اس سودی قرضے کی منظوری کو سود کے حرام ہونے اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے خلاف جنگ ہونے کی وجہ سے سختی سے مسترد کر دیا لیکن پارلیمنٹ کی اکثریت نے سود کی منظوری دے کر رمضان کے مہینے میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے کھلی اور واضح بغاوت کی، جبکہ اس مہینے میں لوگ اپنے رب کی طرف رجوع کر کے اپنے گناہوں اور برائیوں سے توبہ کر کے امید کرتے ہیں کہ اللہ ان کی توبہ قبول فرمائے گا۔ لیکن ان مجرموں نے ہدایت پر اندھے پن (گمراہی) کو ترجیح دی۔ اور گمراہی کے اس داغ نے ان کے دلوں کو اس طرح ڈھانپ لیا ہے کہ ان مبارک دنوں میں بھی اللہ کی نافرمانی کرتے ہیں اور ان کی خواہشات ان کا دین بن گئی ہے۔ اور ایسا کیوں نہ ہو کہ ان کی بنیاد ہی اللہ کی نافرمانی پر مبنی ہے کیونکہ یہ پارلیمنٹ اسلام پر مبنی نہیں ہے بلکہ یہ مغربی جمہوریت کے کفریہ نظام پر مبنی ہے جو کہ اسلام کے احکامات کی بجائے اکثریت کے خواہشات پر فیصلہ کرنے کی اجازت دیتا ہے۔

ہم حزب التحریر ولایہ سوڈان اپنے آپ کو اللہ کے ہاں اس انتہائی قبیح گناہ سے بری الذمہ کرتے ہیں، اور اس پارلیمنٹ سے بھی جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی مخالفت کرتی ہے۔ اور ہم اس ظالمانہ عمل کی تردید کرتے ہیں اور مندرجہ ذیل کی توثیق کرتے ہیں؛

1۔ سود کی حرمت ایک ایسا قانون ہے جو کہ قطعی ثبوت اور قطعی دلالہ (یعنی قرآنی نص اور احادیث متواتر) سے ثابت شدہ ہے۔ اور اس کی اسلام میں کوئی گنجائش نہیں سوائے ان حقیر (غیر مقبول) جوازوں کے جو کہ یہ گمراہی کے حاکم اور خواہشات کے تابع علماء پیش کرتے ہیں۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَذَرُوا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبَا إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ﴾

"اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور باقی (مال) سود چھوڑ دو اگر تم مؤمن ہو" (البقرۃ:278)

اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا:

﴿الَّذِينَ يَأْكُلُونَ الرِّبَا لا يَقُومُونَ إِلا كَمَا يَقُومُ الَّذِي يَتَخَبَّطُهُ الشَّيْطَانُ مِنَ الْمَسِّ ذَلِكَ بِأَنَّهُمْ قَالُوا إِنَّمَا الْبَيْعُ مِثْلُ الرِّبَا وَأَحَلَّ اللَّهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبَا﴾

"وہ لوگ جو سود کا مال کھاتے ہیں وہ (دوبارہ زندہ ہونے کے دن) کھڑے نہیں ہونگے مگر اس شخص کی طرح جس کو شیطان نے چھو کر دیوانہ کر دیا ہو۔ یہ اس وجہ سے کہ یہ لوگ کہتے ہیں کہ تجارت سود کی طرح ہے حالانکہ اللہ نے تجارت کو جائز اور سود کو حرام قرار دیا ہیں" (البقرۃ:275)

اس کے علاوہ رسول ﷺ نے بھی فرمایا کہ:

«اَلرِّبَا ثَلَاثَةٌ وَسَبْعُونَ بَابًا أَيْسَرُهَا مِثْلُ أَنْ يَنْكِحَ الرَّجُلُ أُمَّهُ»

"سود کے 73 قسم کے گناہ ہیں اور اس کا سب سے کم درجہ اپنے ماں کے ساتھ زنا کے برابر ہے"

پس سود کتنا بڑا ظلم ہے اور کتنے ہی ذلیل ہیں وہ لوگ جو اس کے مرتکب ہوئے اور کیا ہی سنگین سزا ہے!!!

2۔ ہم پارلیمنٹ کے اراکین سے کہتے ہیں جو کہ مسلمان ہیں اور مسلمانوں کی اولاد ہیں کہ اپنے اور اپنے خاندان کے بارے میں اللہ سے ڈریں جس کے سامنے قیامت کے دن آپ پیش کیے جائیں گے۔ پس اپنے گناہ سے توبہ کریں اور اپنے حواس میں آکر اللہ تعالیٰ کی حکم، شریعت پر فیصلہ کرنے کا مطالبہ کریں اور اس کی ریاست کو قائم کریں جو کہ دوبارہ منہج نبوی کے طریقے پر خلافت راشدہ کا قیام ہے۔

3۔ ہم پارلیمنٹ کے ان اراکین کے موقف کی قدر کرتے ہیں جنھوں نے سود کی منظوری کو مسترد کیا اور برائی کی کونسل (شوریٰ) کو ترک کر دیا لیکن یہ کافی نہیں ہے۔ بلکہ انہیں چاہیے کہ وہ اللہ کو اپنی بھلائی دکھا کر اپنی آواز بلند کریں اور مومنین کی طرح اس غلط نظام کی بجائے شریعت کو اقتدار کا منبع بنائیں۔

بقیہ صفحہ 17 پر

سوال وجواب: کفر وشرک سے کیسے بچا جا سکتا ہے کہ موت بحالت اسلام ہو

سوال:

السلام علیکم، میں کفر اور شرک سے کیسے بچوں کہ میری موت بحیثیتِ مسلمان ہو؟ کیونکہ میں اپنے اعمال کے حوالے سے بدترین نقصان کرنے والوں میں سے نہیں ہونا چاہتا۔ کیا کفر عمل کا نام ہے یا یہ قول یا یقین سے ہی ہوتا ہے؟

برائے مہربانی جواب سے مطلع فرمائیں، آپ پر اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی رحمت ہو۔

اسلام زیدن

ختم شد

جواب:

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

آپ کا سوال دوہرا ہے

اولاً: کوئی شخص کفر اور شرک سے کیسے بچ سکتا ہے کہ اس کی موت بحیثیتِ مسلمان ہو؟

دوئم: کفر کیا عمل ہے یا قول یا پھر یقین؟

ہم دوسرے سوال سے جواب شروع کریں گے کہ پہلے سوال کا جواب اسی میں پنہاں ہے۔۔۔

سوال کے دوسرے حصے کا جواب یوں ہے:

عقیدہ اور ایمان ہم معنی ہیں اور یہ اُس قطعی یقین (تصدیقِ جازم) کو کہتے ہیں جو کہ حقیقت کے مطابق ہو اور دلیل کی بناء پر اختیار کیا گیا ہو اور جس کا مسکن دل ہے۔ اس کا تعلق قطعی تصدیق (یقین) سے ہے نہ کہ محض تصدیق اور یہ کہ یہ عقیدہ حقیقت کے مطابق ہو اور دلائل کے ساتھ ہو تا کہ دل کے اندر گہرائی کے ساتھ پیوست جائے، تبھی کوئی شخص مؤمن ہو گا۔ کفر کا ٹھکانہ بھی دل ہی ہے کیونکہ اس کا تعلق بھی تصدیق کے ساتھ ہے اور تصدیق کا مسکن دل ہے اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا: قَالَتِ الْأَعْرَابُ آمَنَّا قُلْ لَمْ تُؤْمِنُوا وَلَكِنْ قُولُوا أَسْلَمْنَا وَلَمَّا يَدْخُلِ الْإِيمَانُ فِي قُلُوبِكُمْ ”دیہاتی کہتے ہیں کہ ہم ایمان لے آئے۔ کہہ دیجیے کہ تم ایمان نہیں لائے (بلکہ یوں) کہو کہ ہم اسلام لائے ہیں اور ایمان تو ابھی تک تمہارے دلوں میں داخل ہی نہیں ہوا“(الحجرات: 14)۔ ایسا اس لیے کہا گیا کیونکہ زبان سے ان کا تصدیق کرنا ابھی ان کے دلوں میں نہیں اترا تھا۔ اور فرمایا: وَلَكِنَّ اللَّهَ حَبَّبَ إِلَيْكُمُ الْإِيمَانَ وَزَيَّنَهُ فِي قُلُوبِكُمْ وَكَرَّهَ إِلَيْكُمُ الْكُفْرَ وَالْفُسُوقَ وَالْعِصْيَانَ أُولَئِكَ هُمُ الرَّاشِدُونَ "لیکن اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے تمہارے لیے ایمان کو عزیز بنا دیا اور اس کو تمہارے دلوں میں سجا دیا۔ کفر اور گناہ اور نافرمانی سے تم کو بیزار کر دیا۔ یہی لوگ راہِ ہدایت پر ہیں"(الحجرات: 7)۔ مَنْ كَفَرَ بِاللَّهِ مِنْ بَعْدِ إِيمَانِهِ إِلَّا مَنْ أُكْرِهَ وَقَلْبُهُ مُطْمَئِنٌّ بِالْإِيمَانِ وَلَكِنْ مَنْ شَرَحَ بِالْكُفْرِ صَدْرًا فَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ مِنَ اللَّهِ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ "جو کوئی ایمان لانے کے بعد اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے ساتھ کفر کرے، وہ نہیں جسے (کفر پر زبردستی) مجبور کیا جائے اور اس کا دل ایمان کے ساتھ مطمئن ہو بلکہ وہ جو (دل سے اور) دل کھول کر کفر کرے۔ تو ایسوں پر اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا غضب ہے اور ان کو بڑا سخت عذاب ہو گا"(النحل:106)۔

چنانچہ ایمان اور کفر کا دارومدار دل کی قبولیت اور یقین ہے نا کہ محض قول یا فعل۔ ایسا اس لیے ہے کہ قول اور عمل جسمانی اعضاء اور زبان سے ہوتے ہیں جو کہ دل کی تسلیم ورضا کے ہم پلہ نہیں۔ لیکن اس سلسلے میں دو باتیں توجہ طلب ہیں:

1) قول اور فعل ایمان نہیں مگر ایمان پر دلالت کرتے ہیں اور اس کے اظہار کا ذریعہ ہیں، اس صورت میں یہ قول اور فعل ایمان کا حکم رکھیں گے اور انہی کی بنیاد پر کوئی ایمان سے عاری ہو سکتا ہے۔ ایک مسلمان چار صورتوں میں کافر ہو جاتا ہے:

ا- اعتقاد کے ذریعے: جیسے کہ اسلام کے علاوہ کچھ اور عقیدہ رکھنا۔ مثال کے طور پر حضرت محمد ﷺ کے بعد کسی کی نبوت کا عقیدہ رکھنا جیسے کہ غلام قادیانی کے نبی ہونے کا عقیدہ رکھنا۔ ایسے شخص نے کفر کیا کیوں کہ اس کا دل اسلام کے علاوہ پر ٹھہرا ہوا ہے۔

ب- شک کرنا: یعنی اسلام کے یقینی امور میں شک کرنا، جیسا کہ اگر کوئی شخص رسول اکرم محمد ﷺ کی رسالت پر شک کرے تو ایسا کرنے والا کافر ہے کیونکہ اس کا دل رسول اللہ ﷺ کی رسالت کی تصدیق پر پختہ نہیں رہا۔

ج- ایسا قول جو کسی عقیدہ کی طرف اشارہ کرتا ہو جیسے کہ کوئی خالق کے وجود کا انکار کرے یا قرآن کے اللہ کے کلام ہونے کا انکار کرے تو ایسا بولنے والا کوئی بھی شخص اپنے قول کی بنیاد پر کافر ہو گیا۔ ہاں اس بات کا لحاظ رہے کہ ایسے قول میں تاویل کی گنجائش نہ ہو بلکہ یہ انکار صریح اور قطعی ہو۔

د- ایسا عمل جو کسی عقیدہ کی طرف اشارہ کرتا ہو: جیسا کہ کسی بت کو سجدہ کرنا، عیسائیوں یا یہودیوں کی عبادات کی طرح عبادت کرنا وغیرہ، ایسے اعمال اپنے کرنے والے کے عقیدہ پر دلیل ہیں۔ تو جس نے بھی کسی بت کو سجدہ کیا یا یہود و نصاریٰ کے طریقہ پر عبادت کی تو اس نے کفر کیا کیونکہ ایسا عمل اسلام سے متناقض عقیدہ کی طرف اشارہ کرتا ہے۔

یہی چار صورتیں ہیں جن میں ایک مسلمان کافر ہو جائے گا۔ جہاں تک اسلام کے علاوہ کسی اور چیز پر اعتقاد یا اسلام کے قطعی امور میں شک کرنے کی بات ہے تو یہ ظاہر ہے کہ یہ دونوں صورتیں دل کی تصدیق سے متعلق ہیں۔ جبکہ اعمال اور اقوال دل سے صادر ہونے والے افعال میں سے نہیں ہیں بلکہ جسمانی اعضا اور زبان کے افعال ہیں لیکن چونکہ یہ اعمال اور اقوال ان افعال سے متعلق ہیں جو کہ دل سے صادر ہوتے ہیں اور اس اعتقاد کی طرف اشارہ کر رہے ہوتے ہیں جو دل میں ہے، اسی لیے اوپر کی مثالوں پر وہی حکم لاگو ہو گا جو کہ اعتقاد کا ہے۔ جبکہ ایسے تمام اقوال اور افعال جو اپنے کرنے والے کے عقیدہ پر دلالت نہیں کرتے ایمان اور کفر کے دائرے سے باہر رہیں گے مثلاً کسی مسلمان کا حالتِ اسلام میں گناہ کرنا۔ پس مسلمان ہمیشہ اسی بات پر عمل پیرا رہے کہ کسی مسلمان سے کوئی گناہ سرزد ہو جانے پر اس کو کافر قرار نہیں دیا جائے گا سوا اس کے کہ وہ گناہ رد پر مبنی ہو۔ مثلاً اگر کوئی روزہ کی فرضیت کا منکر ہو کر روزہ نہ رکھے، ایسی صورتحال کفر کی ہے۔ جبکہ وہ بندہ جو روزہ نہیں رکھ رہا مگر روزے کے فرض ہونے کا اقرار کرتا ہے تو ایسا شخص گناہگار ہے کافر نہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ، إِذَا قَالَ الرَّجُلُ لِأَخِيهِ يَا كَافِرُ فَقَدْ بَاءَ بِهِ أَحَدُهُمَا "جب کوئی شخص اپنے بھائی کو کہے اے کافر تو یہ (خطاب) دو میں سے ایک کے لیے رہے گا"۔ اس کی روایت امام بخاریؒ نے ابو ہریرہؓ سے کی۔ امام احمدؒ نے ابن عمرؓ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ، مَنْ كَفَّرَ أَخَاهُ فَقَدْ بَاءَ بِهَا أَحَدُهُمَا "جس نے بھی اپنے بھائی کی تکفیر کی تو یہ دو میں سے ایک پر درست ٹھہرے گی"۔

2- قطعی تصدیق (تصدیق جازم) زبان دانی کے لحاظ سے التزام (commitment) پر دلالت کرتی ہے کہ ایک شخص کی زبان دل کے ساتھ متفق ہے اور وہ کسی ایسی بات کا انکار نہیں کرتا کہ جس پر اسے قطعی طور پر یقین ہے۔ تو پھر اس اعلان کے بعد کہ میں اللہ سبحانہ و تعالیٰ پر ایمان رکھتا ہوں مکمل وثوق کے ساتھ اور اس بات کا اقرار کرتا ہوں کہ وہی کائنات کا خالق ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں، وہ یوں نہیں کہہ سکتا کہ اللہ نے غلط کیا یا اس کا کوئی شریک ہے یا یہ کہ وہ خالق نہیں۔ یا پھر وہ اللہ خالقِ کائنات کے عائد کردہ ایسے فرض کا منکر ہو جائے جس کے متعلق قطعی طور پر ثابت ہو کہ اللہ نے اسے فرض کیا ہے، جیسا کہ اگر کوئی اللہ پر ایمان کا اقرار کرے مگر نماز یا روزوں یا ایسے امور کا منکر ہو جن کے دین میں سے ہونے سے ایک مسلمان لازمی طور پر آگاہ ہوتا ہے (معلوم فی الدین بالضرورۃ)، تو ایسا شخص کافر ہو جاتا ہے کیونکہ اس نے اس بات کا انکار کیا جو اللہ کے احکامات میں سے قطعی طور پر ثابت ہیں۔

ابلیس نے ایسے ہی کفر کیا تھا، اس پر اللہ کی لعنت ہو، اس نے اللہ کے حکم کے درست ہونے کا انکار کیا، جب اسے آدمؑ کو سجدہ کرنے کا حکم ملا حالانکہ اسے اللہ کی موجودگی پر ایمان تھا۔ چونکہ اس نے اللہ کے حکم کے درست ہونے کا انکار کیا تھا، اس پر اللہ نے فرمایا: قَالَ مَا مَنَعَكَ أَلَّا تَسْجُدَ إِذْ أَمَرْتُكَ قَالَ أَنَا خَيْرٌ مِنْهُ خَلَقْتَنِي مِنْ نَارٍ وَخَلَقْتَهُ مِنْ طِينٍ "(اللہ نے) فرمایا جب میں نے تجھے حکم دیا تو کس چیز نے تجھے سجدہ کرنے سے باز رکھا۔ اس (شیطان) نے کہا کہ میں اس سے افضل ہوں۔ مجھے تو نے آگ سے پیدا کیا اور اسے مٹی سے بنایا ہے" (الاعراف: 12)۔ شیطان نے اللہ کے سجدہ کرنے کے حکم کو غلط ٹھہرایا۔ ابلیس، اس پر اللہ کی لعنت ہو، سمجھا کہ صحیح یہ ہے کہ آدم اسے سجدہ کرے نہ کہ وہ آدم کو سجدہ کرے چنانچہ اس نے اللہ کے حکم کے درست ہونے کا انکار کیا، اسی وجہ سے وہ کافر مجرموں میں سے ٹھہرا، اللہ کی لعنت ہو اس پر۔ اسی طرح وہ جن کے دلوں میں موسیٰ علیہ سلام کی لائی ہوئی آیات کی صحت پر ایمان تو تھا مگر انہوں نے زبانوں سے اس کا انکار کیا اور ان کو جادو جانا تو انہوں نے کفر کیا اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے فرمایا: وَجَحَدُوا بِهَا وَاسْتَيْقَنَتْهَا أَنْفُسُهُمْ ظُلْمًا وَعُلُوًّا فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِينَ "اور انہوں نے بے انصافی اور غرور سے ان (ہماری نشانیوں) کا انکار کیا حالانکہ ان کے دل انہیں مان چکے تھے۔ سو دیکھ لو فساد کرنے والوں کا انجام کیسا ہوا" (النمل: 14)

خلاصہ:

کفر کی اصل (اسلام کے علاوہ پر) یقین ہے جو کہ قول یا فعل نہیں ہے سوائے اس کے کہ یہ کسی ایسی بات کے انکار یا قبولیت پر دلالت کریں جو اسلام سے قطعی طور پر جانی والی باتوں میں سے ہو۔

ایسی صورت میں ایسے اقوال و افعال پر اعتقاد کے احکام لاگو ہوں گے اور انہیں کہنے یا کرنے والا کافر ہو گا۔ معاذاللہ

سوال کے پہلے حصے کا جواب:

جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ کوئی کفر اور شرک سے کیسے بچے اور اس کی وفات حالتِ اسلام پر ہو اس حوالہ سے دو بنیادی باتیں ہیں۔

1۔ عقیدہ کو درست منہج پر اختیار کیا جائے جو قرآنِ مجید اور رسول اقدس ﷺ کی سنت مطہرہ میں بیان کیا گیا ہے۔ ان میں اہم ترین امور کے خلاصے کو درج ذیل نقات میں بیان کیا جاتا ہے:

ا۔ ایمان یقین کی بنیاد پر قائم کیا جائے نہ کہ ظن کی بنیاد پر۔ یعنی کہ وہ دلائل جو کسی چیز پر عقیدہ کی نشاندہی کریں وہ اپنے ماخذ اور تشریع میں غیر متنازع فیہ (قطعی) ہوں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا: إِنَّ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ لَيُسَمُّونَ الْمَلَائِكَةَ تَسْمِيَةَ الْأُنْثَى * وَمَا لَهُمْ بِهِ مِنْ عِلْمٍ إِنْ يَتَّبِعُونَ

إِلَّا الظَّنَّ وَإِنَّ الظَّنَّ لَا يُغْنِي مِنَ الْحَقِّ شَيْئًا "جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں لاتے وہ فرشتوں کے عورتوں کے سے نام رکھتے ہیں۔ حالانکہ ان کو اس کی کچھ خبر نہیں۔ وہ محض ظن پر چلتے ہیں۔ اور ظن یقین کے مقابلے میں کچھ کام نہیں آتا" (النجم: 27-28)۔ چنانچہ عقائد کے معاملات میں ظن کافی نہیں بلکہ مطلق قطعیت درکار ہے۔

ب۔ جن چیزوں کی جانچ خواسِ خمسہ سے ممکن ہے ان پر عقیدہ کے لیے عقلی استدلال کو اختیار کیا جائے گا، جیسے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی مخلوقات کا ادراک۔ اور جو امور غیب سے تعلق رکھتے ہیں اور انسانی حسوں کی دسترس سے باہر ہیں ان پر اعتقاد کے لیے وحی میں منقول دلائل پر اعتماد کیا جائے گا اور جو نصوص میں بیان کیا گیا ہے اسی پر اکتفا کیا جائے گا اور اسلامی عقائد سے متعلق مباحث اور سمجھ کو پیچیدہ نہیں بنایا جائے گا بلکہ یہ عقیدہ جہاں عام فہم اور سادہ ہو وہیں یہ گہرا اور روشن فکر پر مبنی ہو بالکل اسی طرح جیسا کے رسول اللہ ﷺ کے صحابہؓ نے ایمان کو سمجھا تھا۔

جب ایک شخص مخلوقات کا مشاہدہ کرتا ہے اور ان پر سوچ بچار اور غوروفکر کرتا ہے تو وہ اس نتیجہ پر پہنچتا ہے کہ ان کا ایک خالق موجود ہے۔ اللہ قادرِ مطلق نے ارشاد فرمایا: أَفَلَا يَنظُرُونَ إِلَى الْإِبِلِ كَيْفَ خُلِقَتْ * وَإِلَى السَّمَاءِ كَيْفَ رُفِعَتْ * وَإِلَى الْجِبَالِ كَيْفَ نُصِبَتْ * وَإِلَى الْأَرْضِ كَيْفَ سُطِحَتْ "یہ لوگ اونٹوں کی طرف نہیں دیکھتے کہ کیسے (عجیب) پیدا کیے گئے ہیں۔ اور آسمان کی طرف کہ کیسا بلند کیا گیا ہے۔ اور پہاڑوں کی طرف کہ کس طرح کھڑے کیے گئے۔ اور زمین کی طرف کہ کس طرح بچھائی گئی" (الغاشیہ:20-17) اور فرمایا کہ: أَمْ خُلِقُوا مِنْ غَيْرِ شَيْءٍ أَمْ هُمُ الْخَالِقُونَ * أَمْ خَلَقُوا السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ بَلْ لَا يُوقِنُونَ "کیا یہ کسی کے تخلیق کیے بغیر ہی پیدا ہو گئے ہیں۔ یا یہ خود (اپنے تئیں) تخلیق کرنے والے ہیں۔ یا انہوں نے آسمانوں اور زمین کو تخلیق کیا ہے؟ (نہیں) بلکہ یہ یقین ہی نہیں رکھتے" (الطور:7) اور فرمایا: وَفِي الْأَرْضِ آيَاتٌ لِّلْمُوقِنِينَ * وَفِي أَنفُسِكُمْ أَفَلَا تُبْصِرُونَ "اور یقین کرنے والوں کے لیے زمین میں (بہت سی) نشانیاں ہیں اور خود تمہارے نفوس میں، تو کیا تم دیکھتے نہیں؟" (الذاریات:21-20)۔

پھر وہ قرآن پاک کی آیات پر غوروخوض کرتا ہے جو اس کی دسترس میں ہیں جنہیں اللہ نے اس کے لیے آسان بنا دیا ہے: وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِن مُّدَّكِرٍ "اور ہم نے قرآن کو سمجھنے کے لیے آسان کر دیا ہے تو کوئی ہے کہ سوچے سمجھے؟" (القمر: 17) اور وہ اس میں موجود ظاہر اور غائب پر ایمان لاتا ہے اور ان مغیبات پر بحث نہیں کرتا جو انسان کے حواس کی پہنچ سے باہر ہیں بلکہ ان پر ویسے ہی ایمان لاتا ہے جیسا کہ وحی میں مذکور ہے۔ وہ اللہ کی ذاتِ مبارک میں بحث سے مکمل پرہیز کرتے ہوئے اللہ کے ان ناموں پر ایمان لاتا ہے جو وحی میں سکھائے گئے ہیں۔ لَا تُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْأَبْصَارَ وَهُوَ اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ "وہ ایسا ہے کہ نگاہیں اس کا ادراک نہیں کر سکتیں لیکن وہ نگاہوں کا ادراک کر سکتا ہے اور وہ بھید جاننے والا خبردار ہے" (الانعام:103)

اور وہ تمام مغیّبات پر ایمان لاتا ہے: یوم آخرت پر، جنت پر، جہنم پر وغیرہ۔ اور کسی کی بیشی کے بغیر صرف ان تفصیلات کی حد تک اپنے آپ کو روکے رکھتا ہے جن کا ذکر قرآن میں اور سنت صحیحہ میں آیا ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا: تِلْكَ مِنْ أَنبَاءِ الْغَيْبِ نُوحِيهَا إِلَيْكَ مَا كُنتَ تَعْلَمُهَا أَنتَ وَلَا قَوْمُكَ مِن قَبْلِ هَٰذَا فَاصْبِرْ إِنَّ الْعَاقِبَةَ لِلْمُتَّقِينَ "یہ (حالات) منجملہ غیب کی خبروں کے ہیں جو ہم تمہاری طرف بھیجتے ہیں۔ اور اس سے پہلے نہ تم ان کو جانتے تھے اور نہ تمہاری قوم (ان سے واقف تھی)، تو صبر کرو، انجام پرہیز گاروں ہی کا (بھلا) ہے" (ھود: 49) اور فرمایا: قُل لَّا يَعْلَمُ مَن فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ الْغَيْبَ إِلَّا اللَّهُ وَمَا يَشْعُرُونَ أَيَّانَ يُبْعَثُونَ "کہہ دو کہ جو لوگ آسمانوں اور زمین میں ہیں غیب کی باتیں نہیں جانتے، ماسوائے اللہ کے۔ اور نہ یہ جانتے ہیں کہ کب (زندہ کر کے) اٹھائے جائیں گے" (النمل:65)

2۔ ایک مسلمان کو اللہ تعالیٰ کی نسبت اپنی نیتوں میں مخلص اور اس کے رسول ﷺ کے ساتھ سچا ہونا چاہیے۔ ایک مسلمان اللہ ہی پر توکل کرتا ہے اور اس کی دی ہوئی ہدایت سے ہدایت حاصل کرتا ہے، اسی کا ڈر رکھتا ہے، ظلم اور حکم عدولی سے بچتا ہے اور اللہ جل جلالہ سے دعا گو رہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے حق اور ایمان پر ثابت قدم رکھے۔ جیسا کے امام ترمذی کی سنن میں انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ اکثر کہا کرتے تھے، يَا مُقَلِّبَ الْقُلُوبِ ثَبِّتْ قَلْبِي عَلَى دِينِكَ "اے دلوں کے پلٹنے والے میرے دل کو اپنے دین پر پکا کر دے"۔ تو پھر اللہ تعالیٰ اسے اپنے اذن سے اپنے مضبوط قول پر مضبوط ہی رکھے گا۔ يُثَبِّتُ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ وَيُضِلُّ اللَّهُ الظَّالِمِينَ وَيَفْعَلُ اللَّهُ مَا يَشَاءُ "اللہ مؤمنوں (کے دلوں) کو (صحیح اور) پکی بات سے دنیا کی زندگی میں بھی مضبوط رکھتا ہے اور آخرت میں بھی (رکھے گا) اور اللہ بے انصافوں کو گمراہ کر دیتا ہے اور اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے" (ابراہیم:27)

اور جتنا کوئی اپنے تقویٰ، اخلاص اور حقانیت میں بڑھے گا اللہ اس کے معاملات میں اتنی ہی آسانی پیدا فرمائے گا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: فَأَمَّا مَنْ أَعْطَىٰ وَاتَّقَىٰ *

وَصَدَّقَ بِالْحُسْنَى * فَسَنُيَسِّرُهُ لِلْيُسْرَى * وَأَمَّا مَنْ بَخِلَ وَاسْتَغْنَى * وَكَذَّبَ بِالْحُسْنَى * فَسَنُيَسِّرُهُ لِلْعُسْرَى * وَمَا يُغْنِي عَنْهُ مَالُهُ إِذَا تَرَدَّى * إِنَّ عَلَيْنَا لَلْهُدَى * وَإِنَّ لَنَا لَلْآخِرَةَ وَالْأُولَى "تو جس نے (اللہ کے رستے میں مال) دیا اور پرہیز گاری کی۔ اور نیک بات کو سچ جانا۔ اس کو ہم آسان طریقے کی توفیق دیں گے۔ اور جس نے بخل کیا اور بے پروا بنا رہا۔ اور نیک بات کو جھوٹ سمجھا۔ ہم اسے سختی میں پہنچائیں گے۔ اور جب وہ (دوزخ کے گڑھے میں) گرے گا تو اس کا مال اس کے کچھ کام نہ آئے گا۔ راہ دکھانا ہمارے ذمے ہے۔ اور آخرت اور دنیا ہماری ہی چیزیں ہیں "(اللیل:13-5)

3- آخر میں سوال کرنے والی کی توجہ میں اس امر کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ مسلمان وہ ہے جو اسلام کے عقیدہ پر یقین اور ایمان رکھتا ہے جو کہ اللہ پر، اس کے فرشتوں پر، اس کی کتابوں پر، اس کے رسولوں اور انبیاء پر، یومِ آخرت پر اور قضاء اور قدر اور اس میں خیر یا شر کے من جانب اللہ ہونے پر ایمان اور یقین رکھنا ہے۔ جیسا کہ اللہ عزوجل نے قرآنِ کریم میں فرمایا: يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا آمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَالْكِتَابِ الَّذِي نَزَّلَ عَلَى رَسُولِهِ وَالْكِتَابِ الَّذِي أَنْزَلَ مِنْ قَبْلُ وَمَنْ يَكْفُرْ بِاللَّهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَكُتُبِهِ وَرُسُلِهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا بَعِيدًا "مومنو! اللہ پر اور اس کے رسول پر اور جو کتاب اس نے اپنے پیغمبر (آخر الزماں) پر نازل کی ہے اور جو کتابیں اس سے پہلے نازل کیں ہیں سب پر ایمان لاؤ۔ اور جو شخص اللہ اور اس کے فرشتوں اور اس کی کتابوں اور اس کے پیغمبروں اور روزِ قیامت سے انکار کرے وہ رستے سے بھٹک کر دور جا پڑا "(النساء:136)۔

اور جیسا کہ رسولِ اکرم ﷺ کی حدیث میں ہے جو امام بخاریؒ نے ابو ہریرہؓ سے اور امام مسلمؒ نے عبد اللہؓ بن عمرؓ سے روایت کی اور امام مسلمؒ سے روایت کی گئی حدیث کے الفاظ یوں ہیں کہ عبد اللہؓ بن عمرؓ نے کہا کہ میرے والد عمر بن خطابؓ نے مجھ سے کہا کہ ایک بار ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے کہ اسی اثنا ایک شخص وہاں حاضر ہوا جو بہت سفید لباس میں ملبوس اور بہت سیاہ بالوں والا تھا۔ نہ تو اس پر کوئی سفر کے آثار نظر آرہے تھے اور نہ ہی اسے ہم میں سے کوئی جانتا تھا یہاں تک کہ وہ نبی ﷺ کی طرف رخ کر کے بیٹھ گیا۔ اس نے اپنے دونوں گھٹنے آپ ﷺ کے دونوں گھٹنوں سے لگا دیئے اور اپنے دونوں ہاتھ دونوں رانوں پر رکھے اور پھر کہا کہ اے محمد ﷺ! مجھے اسلام کے بارے میں (کچھ) بتایئے۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، الْإِسْلَامُ أَنْ تَشْهَدَ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللهِ، وَتُقِيمَ الصَّلَاةَ، وَتُؤْتِيَ الزَّكَاةَ، وَتَصُومَ رَمَضَانَ، وَتَحُجَّ الْبَيْتَ إِنِ اسْتَطَعْتَ إِلَيْهِ سَبِيلًا "اسلام یہ ہے کہ تم گواہی دو کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور یہ کہ تم نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو اور رمضان کے روزے رکھو اور بیت اللہ کا حج کرو اگر تم وہاں جانے کی طاقت رکھتے ہو۔ اس نے کہا آپ ﷺ نے ٹھیک کہا۔ حضرت عمرؓ نے بیان کرتے ہیں کہ ہمیں اس پر تعجب ہوا کہ وہ (خود) ہی آپ ﷺ سے سوال کرتا ہے اور (خود) ہی اس کی تصدیق کرتا ہے۔ پھر اس نے کہا مجھے ایمان کے بارے میں بتایئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ، أَنْ تُؤْمِنَ بِاللهِ، وَمَلَائِكَتِهِ، وَكُتُبِهِ، وَرُسُلِهِ، وَالْيَوْمِ الْآخِرِ، وَتُؤْمِنَ بِالْقَدَرِ خَيْرِهِ وَشَرِّهِ "(ایمان یہ ہے کہ) تم اللہ پر، اس کے فرشتوں پر، اس کی کتابوں پر، اس کے رسولوں پر اور آخری دن پر اور قدر اور اس کے خیر اور شر پر ایمان لاؤ"۔ اس نے کہا کہ آپ ﷺ نے ٹھیک فرمایا۔ پھر اس نے کہا مجھے احسان کے بارے میں بتایئے۔

آپ ﷺ نے فرمایا کہ، أَنْ تَعْبُدَ اللهَ كَأَنَّكَ تَرَاهُ، فَإِنْ لَمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَإِنَّهُ يَرَاكَ "(احسان یہ ہے کہ) تم اللہ کی عبادت اس طرح کرو گویا تم اسے دیکھ رہے ہو۔ اگر تم اسے نہیں دیکھ رہے تو وہ تمہیں یقیناً دیکھ رہا ہے"۔ پھر اس نے کہا مجھے اس گھڑی کے بارے میں بتایئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جس سے اس متعلق پوچھا جا رہا ہے وہ پوچھنے والے سے زیادہ نہیں جانتا۔ پھر اس نے کہا کہ مجھے اس کی کوئی نشانی بتایئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ لونڈی اپنے مالک کو جنے گی اور تم دیکھو گے کہ ننگے پاؤں، ننگے بدن، محتاج اور بکریاں چرانے والے بلند و بالا عمارتیں بنانے میں ایک دوسرے سے مقابلہ کریں گے۔ پھر وہ چلا گیا۔ میں کچھ دیر وہاں رہا تو آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ، يَا عُمَرُ أَتَدْرِي مَنِ السَّائِلُ؟ "اے عمرؓ! کیا تم جانتے ہو کہ یہ پوچھنے والا کون تھا؟ میں نے عرض کیا: اللہ اور اس کا رسول ﷺ زیادہ جانتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ، فَإِنَّهُ جِبْرِيلُ أَتَاكُمْ يُعَلِّمُكُمْ دِينَكُمْ "یہ جبرائیلؑ تھے جو تمہیں تمہارا دین سکھانے تمہارے پاس آئے تھے"۔

اختتاماً، میں دعا گو ہو کہ سوال کرنے والے کو اللہ رب العزت اپنی عبودیت اور اپنے رسول ﷺ کی اطاعت والی اچھی زندگی عطا کرے۔ اور دونوں جہانوں کی کامیابی عطا کرے اور واقعتاً یہ بہت بڑی کامیابی ہے۔

آپ کا بھائی

عطا بن خلیل ابو رشتہ

3 شعبان 1438 ہجری

30 اپریل 2017

ختم شد

سوال وجواب: قیمت (Value) کا مفہوم

سوال:

اسلام علیکم۔۔۔اے ہمارے شیخ الکریم، اللہ آپ کے کام میں برکت ڈالے اور آپ کی مدد و نصرت کرے۔

میرے کچھ سوالات "قیمت (Value)" کے بارے میں ہیں۔ کسی بھی شے کی "قیمت"، اس کی کمیابی کے عوامل کا لحاظ رکھتے ہوئے، اس میں موجود منفعت کی مقدار کو کہتے ہیں۔

1۔ کسی بھی شے (commodity) میں موجود منفعت کو جاننے کے لیے، بطور ماہر مجھے کن ذرائع (tools) پر انحصار کرنا ہو گا؟

2۔ کیا منفعت کو جانچنے کا تعین اس شے میں موجود فائدے سے ہی ہوتا ہے یا کیا ان فائدوں کو سونا، چاندی، یا محنت کے اعتبار سے بھی پرکھا جاسکتا ہے؟ اگر ممکن ہو تو مثال دیں۔

3۔ کیا کسی بھی شے میں موجود فائدے کی اپنی کوئی "قیمت" ہوتی ہے اور اس کا تعین کیسے ہو گا؟

4۔ کسی شے کی "قیمت" کا تعین کرتے وقت، اس کی کمیابی کے عوامل کا لحاظ کیسے رکھا جا سکتا ہے اور ان کا آپس میں کیا تعلق ہے؟

5۔ کیا "قیمت" اقتصادی نظام (Economic System) کے مطالعہ کا حصہ ہے یا اقتصادی سائنس (Economic Science) کے مطالعے کا؟

6۔ "قیمت" کے موضوع کی بحث اور اس کی منفعت کے مطالعہ کی کیا اہمیت ہے؟

اختتام کے ساتھ میں دعا گو ہوں کہ اللہ آپ پر رحم کرے، اللہ آپ کو جزائے خیر دے اور اللہ نصرت حاصل کرنے میں آپ کی مدد کرے۔ اللہ ہی مولا اور قادر مطلق ہے۔ آمین۔

ابو محمد الشیخ حامد

ختم شد

جواب:

وعلیکم اسلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

سوال نمبر 1۔2۔3: جہاں تک "قیمت" کو جاننے اور

> **قیمت کی تعریف یہ ہے کہ کسی بھی شے کی قیمت اس کی کمیابی کے عوامل کا لحاظ رکھتے ہوئے، اس میں موجود منفعت کی مقدار ہے، جی ہاں یہ تعریف درست ہے۔ اور اگر اس شے کی عدم دستیابی کے پہلو کو نظر انداز بھی کر دیا جائے تب بھی یہ درست ہو گا**

اس کو پرکھنے والے ذرائع کا تعلق ہے تو اشیاء کی "قیمت" افراد کو بطور انسان حاصل ہونے والے ایسے فوائد ہیں جن سے وہ اپنی بنیادی حاجات پوری کر سکیں، اس کے ساتھ شے میں موجود اپنی "قدر و قیمت" کا اعتبار بھی ہو گا جیسے سونا یا چاندی۔ کسی شے کی "قیمت" اس کے بدلے حاصل ہونے والی نقدی نہیں بلکہ عموماً کسی دوسری شے کے ساتھ موازنے سے معلوم ہوتی ہے۔ مثلاً روٹی کی "قیمت" شراب سے نسبتاً زیادہ ہے حالانکہ شراب سے حاصل ہونے والی نقدی نسبتاً روٹی سے زیادہ ہے۔

اس کی درج ذیل وضاحت ملاحظہ فرمایئے: کسی بھی شے کی "حقیقی قیمت" دراصل اس سے حاصل ہونے والے فوائد ہیں جو تبدیل نہیں ہوتے کیونکہ یہ فوائد اس شے میں موجود ہوتے ہیں۔ اگر ہم اس شے کی قیمت کا تعین کسی دوسری شے کے تبادلے سے کریں تب اسے "عملی قیمت" کہا جاتا ہے، اور قاضی فیصلہ کرنے کے لئے اسی کی طرف رجوع کرتا ہے۔ ہم اس شے کا موازنہ کسی ایسی شے سے کرتے ہیں جس کو دونوں فریقین جانتے ہوں یا اس کے بدلے ایسی کرنسی کا تبادلہ ہو جو اپنے وجود میں قیمتی ہو جیسے سونا یا چاندی۔ مثلاً ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ یہ اتنے کلو گندم کے برابر ہے یا پھر اتنے تولہ سونا یا چاندی کے برابر۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ "قیمت" کا اندازہ کسی ایسی شے سے لگایا جاتا ہے جس کے اپنے فوائد ہوں، تاہم قیمت کا اندازہ ایسے شے سے نہیں لگایا جا سکتا جس کا اپنا کوئی فائدہ نہ ہو جیسے کاغذی کرنسی۔ اس طرح یہ اندازہ قیمت (value) کا تعین کرتے ہوئے اس وقت لگایا جا سکتا ہے جب کسی شے سے حاصل ہونے والے فوائد کا کسی دوسری شے کے فوائد سے موازنہ ممکن ہو۔ چاہے بات حقیقی قیمت کی ہو یا عملی قیمت کی، اندازہ لگاتے وقت سے یہ شے میں مستقل موجود رہتی ہے کیونکہ یہ اس کی قیمت ہے۔

4۔ جہاں تک شے کی عدم دستیابی کا لحاظ رکھنے کا تعلق ہے جو قیمت (value) کی تعریف میں شامل ہے، اور اس کا قیمت کے اندازہ لگانے سے کیا تعلق ہے تو اس کا جواب ہم دے چکے ہیں اور آپ کے لئے اس جواب کو ہم دہرا دیتے ہیں:

"قیمت کی تعریف یہ ہے کہ کسی بھی شے کی قیمت اس کی کمیابی کے عوامل کا لحاظ رکھتے ہوئے، اس میں موجود منفعت کی مقدار ہے، جی ہاں یہ تعریف درست ہے۔ اور اگر اس شے کی عدم دستیابی کے پہلو کو نظر انداز بھی کر دیا جائے تب بھی یہ درست ہو گا۔ جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ اس کا لحاظ کیوں رکھنا چاہیے، تو اس کی تفصیل یہ ہے:

یہ بات ہمیں سمجھنی چاہیے کہ عدم دستیابی کا لحاظ رکھنا مقررہ قیمت کا ایک جزو نہیں ہے، بلکہ یہ تو اس لئے ہے کہ قیمت کو یقینی بنایا جا سکے اور اس کی دیکھ بھال اور حفاظت کی جا سکے۔ مثال کے طور پر، آپ نے روٹی کی قیمت کا اندازہ اس میں موجود فوائد کی بنیاد پر لگایا جیسے اس میں پائے جانے والے مختلف اجزاء، اس کی خصوصیات و استعمال وغیرہ، اور اگر یہ روٹی عدم دستیاب ہو تو آپ کو اس کی حرص ہو گی اور آپ اس کا کچھ حصہ صبح کھائیں گے اور کچھ حصہ شام کو اور بقیہ دوسرے دن، اور اگر روٹی کا کچھ ٹکڑا گر جائے تو آپ اس کو بھی جلد اٹھائیں گے۔ لیکن اگر آپ کے پاس بے شمار روٹیاں ہوں تو آپ لاپرواہی برتیں گے اور ویسا خیال نہیں رکھیں گے جیسا روٹی کی قلت کے وقت تھا، ایسے وقت میں آپ گرے ہوئے ٹکڑوں کو نہیں اٹھائیں گے اور ایک دن میں ایک روٹی کھا لیں گے اور دوسرے دن دوسری روٹی، حالانکہ روٹی کے فوائد میں کوئی فرق نہیں آیا یعنی اس کی قیمت value وہی ہے۔

لہٰذا قیمت کی تفصیل بیان کرتے ہوئے کتاب 'اسلام کا اقتصادی نظام' میں صفحہ نمبر 33 میں "عدم دستیابی کا لحاظ رکھتے ہوئے" کا تذکرہ کرتے ہوئے یہ بھی درج کیا گیا 'اس وقت'۔ کتاب میں لکھا ہے: "کیونکہ کسی بھی شے کی قیمت 'اُس وقت' اس میں پائے جانے والے فوائد کی مقدار ہے، اس بات کو ملحوظِ خاطر رکھتے ہوئے کہ 'اس وقت' وہ کس حد تک کم یاب ہے"۔ یعنی وقت قیمت کے ساتھ جڑا ہوا ہے کہ جب قیمت کا اندازہ لگایا گیا۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ قیمت کسی شے میں پائے جانے والے فوائد کی مقدار ہے جس میں عدم دستیابی کو ملحوظ خاطر رکھا گیا ہو اور عدم دستیابی کا یہ اندازہ مقررہ قیمت سے جدا چیز ہے۔

> **قیمت کسی شے میں موجود منفعت کی مقدار ہے اور پرائس کسی شے کے بدلے میں نقدی کی مقدار ہے چاہے اس میں فوائد ہوں یا نہ ہوں۔ یہ صرف تعریف کے لحاظ سے ان دونوں کا فرق ہے۔**

عدم دستیابی کا لحاظ رکھنے کی وجہ اس قیمت کا تحفظ اور دیکھ بھال ہے خصوصاً جب قلت کی بنا پر اس شے کو حاصل کرنے میں دشواری ہو، اور یہ مشاہدہ اس لیے اہم ہے کہ ہم قیمت کو ضائع ہونے سے بچائیں اور اس کو ناپ تول کر استعمال کریں۔ علاوہ ازیں نسبتی قلت کا یہ مشاہدہ کافی مفید ہے جب ہم قیمتوں values کے استحکام کا باہم موازنہ کر رہے ہوں اور قلت کے لحاظ سے پرائسز میں اتار چڑھاؤ کو دیکھ رہے ہوں۔ 2007/04/21"

5 ۔ کیا "قیمت" کا مطالعہ اقتصادی نظام (Economic System) کا حصہ ہے یا اقتصادی سائنس (Economic Science) کا؟ اس کا انحصار مطالعہ کے پس منظر context پر ہے۔ اگر مطالعہ سائنس کے موضوع سے متعلق ہے جیسے قیمت value اور پرائس price میں فرق تب یہ مطالعہ اقتصادی سائنس میں شمار ہو گا۔ لہٰذا ہم کہتے ہیں: قیمت کسی شے میں موجود منفعت کی مقدار ہے اور پرائس کسی شے کے بدلے میں نقدی کی مقدار ہے چاہے اس میں فوائد ہوں یا نہ ہوں۔ یہ صرف تعریف کے لحاظ سے ان دونوں کا فرق ہے۔

اور اگر مطالعہ اشیاء کے تبادلے کا ہو کہ جس کا تعلق معاملات سے ہے تب یہ موضوع اقتصادی نظام (Economic System) کا ہے۔ مثلاً اگر ایک شخص کسی شے میں ادھار کا معاملہ کرتا ہے جس کی "قیمت" (value) 100 سونے کے دینار کے برابر ہے اور لین دین میں یہ لکھا گیا ہے، تو حساب چکانے کے وقت وہ اسی شے کو واپس لوٹائے یا پھر اس شے کو نقصان پہنچنے کے سبب وہ 100 سونے کے دینار لوٹائے گا۔ اس بنا پر کہ "قیمت" یکساں رہتی ہے، وقت اور جگہ کے ساتھ تبدیل نہیں ہوتی۔ مگر یہ جائز نہیں ہو گا کہ اس قسم کی شے 100 دینار کی خرید کر لوٹائی جائے کیونکہ پرائس تبدیل ہو سکتی ہے اور اس کے لیے یہ لازم نہیں کہ وہ 100 دینار میں ویسی ہی شے خرید کر دے۔ تاہم اگر ایک قرض کے معاہدے میں کسی شے کی 'پرائس' 100 دینار طے کی گئی ہو تب اس کی ادائیگی

کے وقت وہ وہی شے لوٹا سکتا ہے یا پھر اس شے میں نقصان کے سبب وہ 100 دینار لوٹا سکتا ہے یا پھر 100 دینار کے عوض نئی ویسی ہی شے خرید کر لوٹا سکتا ہے جو ممکن ہے پہلی شے کے مقابلے میں بہتر یا کمتر ہو۔ یہ اس لیے ہے کہ پرائس یکساں نہیں ہوا کرتی اور زمان و مکان کے ساتھ تبدیل ہوتی ہے۔ تاہم دونوں فریقین کو "قیمت" اور 'پرائس' کے مابین فرق کو سمجھنا چاہیے ورنہ اس معاملہ کو سلجھانے کے لئے عدالت یا حکومت سے رجوع کرنا پڑے گا۔ معلومات کی غرض سے، "قیمت" کا اعتبار صرف ان اشیاء میں کیا جا سکتا ہے جن میں منفعت ہو یا پھر ایسی کرنسی میں جو بذاتِ خود قیمتی ہو نہ کہ کاغذی کرنسی Fiat currency کی مانند۔ کیونکہ کسی شے کی "قیمت" تبدیل نہیں ہوتی مگر پرائس کا تعین "قیمت" کی طرح بھی کیا جا سکتا ہے اور کاغذی کرنسی کی بنیاد پر بھی کیا جا سکتا ہے کیونکہ پرائس تبدیل ہو سکتی ہے۔ لہٰذا یہ جائز ہے کہ پرائس کا اندازہ لگاتے وقت کرنسی کو سونا یا چاندی کی شکل میں بیان کیا جائے یا کاغذی نوٹوں کی شکل میں۔

6۔ جہاں تک "قیمت" کے مطالعے کی اہمیت کا تعلق ہے تو یہ قیمت اور پرائس کے فرق سے ماخوذ ہے، قیمت کسی شے میں موجود نہ تبدیل ہونے والے فائدے ہیں جو انسان کی بنیادی حاجات کو پورا کرتے ہیں، وہ اشیاء کہ جو بذات خود قیمتی ہوتی ہیں۔ اور پرائس کا انحصار کسی شے میں موجود کم یا زیادہ فوائد پر نہیں ہے۔ شاید آپ قیمت کی اہمیت کو بہتر سمجھ پائیں اگر اقتصادی نظام کی کتاب میں حق مہر کے موضوع کا مطالعہ کریں جہاں تذکرہ ہے کہ مہر "قیمت" کے اعتبار سے ادا کیا جائے گا یا "پرائس" کے اعتبار سے اور اوپر 4 نمبر میں دی گئی مثال بھی اس کی وضاحت کر رہی ہے۔ اس مطالعے میں مندرجہ ذیل دو امور قابل غور ہیں:

☆ اقتصادی ماہرین کو "قیمت" کے مطالعے پر توجہ دینی چاہیے جہاں قیمت در حقیقت ایسے فوائد پر مبنی ہو جو انسان کی بنیادی حاجات کو پورا کریں یا اشیاء کا بذات خود قیمتی ہونا، اس کے نتیجے فائدہ مند اشیاء کی فراہمی دھیان میں رہے گی۔

اقتصادی نقطہ نظر پہلے "قیمت" پر مرکوز ہونا چاہیے اور پھر پرائس پر۔ اس نقطہ ٔنظر کے سبب اچھائی پھیلتی ہے اور لوگوں کی زندگی پر اطمینان بن جاتی ہے۔ اور دوسری جانب پرائس کو پہلے ترجیح دینے اور قیمت کو ثانوی درجہ میں رکھنے سے مہنگے دام والی اشیاء ہی قیمتی اشیاء بن جائیں گی چاہے وہ معاشرے کے لیے نقصان دہ ہوں اور اس صورت میں لوگوں میں برائی اور مصیبت عام ہو جائے گی

دوسرے الفاظ میں تحقیق کا فوکس ان اشیاء پر ہو گا جو لوگوں کو فائدہ پہنچائیں، یوں قیمت کا مطالعہ بنیادی بحث بن جائے اور پرائس کا مطالعہ ثانوی حیثیت میں آ جائے گا۔ چنانچہ ایسی تحقیق اس بات کی پرواہ نہیں کرے گی کہ کچھ مہلک اشیاء کی پرائس زیادہ ہے کیونکہ ان میں کوئی فائدہ ہی نہیں۔

☆ اور اگر پرائس کے مطالعہ کو اول درجہ دیا جائے اور قیمت کے مطالعہ کو ثانوی درجہ تو اس کا نتیجہ یہ ہو گا کہ مہنگی اشیاء کا زیادہ دھیان رکھا جائے گا اور ان کو قیمتی بھی تصور کیا جائے گا اگرچہ وہ شے نقصان دہ ہی کیوں نہ ہو جیسے شراب یا منشیات وغیرہ کیونکہ یہ اشیاء مہنگی ہیں اور زیادہ آمدن کا ذریعہ بنتی ہیں۔

لہٰذا اقتصادی نقطہ نظر پہلے "قیمت" پر مرکوز ہونا چاہیے اور پھر پرائس پر۔ اس نقطہ ٔنظر کے سبب اچھائی پھیلتی ہے اور لوگوں کی زندگی پر اطمینان بن جاتی ہے۔ اور دوسری جانب پرائس کو پہلے ترجیح دینے اور قیمت کو ثانوی درجہ میں رکھنے سے مہنگے دام والی اشیاء ہی قیمتی اشیاء بن جائیں گی چاہے وہ معاشرے کے لیے نقصان دہ ہوں اور اس صورت میں لوگوں میں برائی اور مصیبت عام ہو جائے گی۔

میں امید کرتا ہوں کہ یہ موضوع اب آپ کے لیے واضح ہو گیا ہو گا، ان شاء اللہ.

آپ کا بھائی

عطاء بن خلیل أبو الرشتة

19 مئی 2017

22 شعبان 1438 ہجری

سوال وجواب: ٹرمپ اور یورپ بالخصوص جرمنی کے مابین سیاسی و معاشی بحران

سوال:

ٹرمپ اور یورپ، بالخصوص جرمنی کے درمیان جاری سیاسی اور معاشی بحران میں حالیہ دنوں میں زبردست اضافہ ہوا ہے حالانکہ اس کو بڑھاوا دینا ٹرمپ کے صدارتی الیکشن کی صورتحال تک محدود سمجھا جارہا تھا جیسا کہ مغرب میں انتخابی نمائندگان کا عام طور پر ایسا ہی معاملہ ہوتا ہے البتہ اس نے صدارتی دفتر سنبھالنے کے باوجود بھی اپنی جانب سے اس کشمکش کو جاری رکھا ہے۔ اس کی کیا وجوہات ہیں؟ اور یہ تنازعہ سب سے زیادہ جرمنی کے ساتھ کیوں قائم ہے؟ اور امریکہ اور یورپ کے درمیان اس بڑھتے ہوئے بحران کا نتیجہ کیا ہو گا بالخصوص جرمنی کے ساتھ؟ اللہ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

جواب:

سب سے پہلی بات یہ کہ جس بات نے اس سیاسی و معاشی بحران کو جنم دیا ہے تو یہ الیکشن کے دوران اور اس کے بعد امریکہ کے اتحادیوں کے متعلق ٹرمپ کی اُکسانے والی باتوں اور فعل کا ردعمل ہے۔

1۔ امریکی صدر نے اپنے 2016ء کے صدارتی الیکشن میں اس بات پر زور دیا اور اس کا پرزور اعلان بھی کیا جو اُس کا ماننا ہے کہ یورپ کے نیٹو ممالک North Atlantic Treaty Organization (NATO) امریکہ کے قرض دار ہیں اور انہوں نے قرضہ واپس لوٹانا ہے کیونکہ نیٹو اتحاد کے بجٹ میں امریکہ کا بڑا حصہ رہا ہے اور پچھلی دہائیوں میں تحفظ کے لئے ان ممالک کو امریکہ کو قرضہ لازمی طور پر واپس ادا کرنا چاہیے۔ 20 جنوری 2017 کو دفتر سنبھالنے کے بعد امریکی صدر نے اپنی اس سوچ کو عملی جامہ پہنانے کا ارادہ کیا اور اسے امریکہ کا سرکاری موقف بنانا چاہا اور یورپ بالخصوص جرمنی سے مطالبہ کیا کہ نیٹو اتحاد کے بجٹ میں اپنے حصے میں اضافہ کریں۔ اس اتحاد کے متعلق ٹرمپ نے اپنے خدشات کا اظہار کیا تھا اور جرمنی کے ساتھ اپنے ملک کے تجارتی توازن کے خسارے کے متعلق اس نے جرمنی سے شکایت بھی کی۔

> 25 مئی 2017 کو نیٹو سربراہی اجلاس میں امریکی صدر نے اپنی تقریر میں جس طرح یورپین ممالک کے خلاف نیٹو اتحاد میں ان کے مالی تعاون کے حوالے سے سخت آواز میں بات کی اس کی تقریر نے ناظرین یعنی نیٹو کے لیڈروں کو تعجب اور حیرت سے الجھن میں ڈال دیا۔

جرمن چانسلر انجیلا مرکل کے ساتھ ٹرمپ کی ملاقات واشنگٹن میں ہوئی، اس کی ملاقات کے متعلق یہ بات رپورٹ کی گئی کہ " امریکی صدر نے جمعہ کے روز جرمن چانسلر انجیلا مرکل کے ساتھ وائٹ ہاؤس میں ملاقات کی جس میں صاف طور پر تناؤ اور اختلافات نظر آرہے تھے بالخصوص تجارت اور امیگریشن کی فائلوں (یعنی اس موضوع) کے متعلق (France 24, 17/3/2017)۔ اور ملاقات سے قبل ٹرمپ نے بیان دیا کہ جرمنی کے اوپر ایک بڑی رقم بنتی ہے جو اسے نیٹو اتحاد کو اداء کرنا ہے اور جرمنی کو امریکہ کو مزید رقم اداء کرنی ہے تاکہ امریکہ اس کا تحفظ کرے۔

جرمن چانسلر اینجیلا مرکل کے ساتھ ملاقات کے بعد ٹرمپ نے ٹویٹر پر کہا "پھر بھی جرمنی کو ابھی نیٹو اتحاد کو بڑی رقم ادا کرنا باقی ہے اور امریکہ جرمنی کا جس قدر مہنگا اور طاقتور دفاع کرتا ہے اس کے لئے جرمنی نے امریکہ کو ایک بڑی رقم ادا کرنی ہے" (Al-Youm As-Sabi' 18/3/2017)۔ ادھر جرمنی نے امریکہ کی مافیا سرغنہ جیسی ذہنیت کے ساتھ کسی بھی بات چیت سے انکار کیا ہے جو لوگوں سے تاوان وصول کرتا ہے: "جرمن وفاقی وزیر دفاع نے اتوار کے روز امریکی صدر کا یہ الزام مسترد کر دیا کہ اس کا ملک نیٹو اتحاد کی ایک بڑی رقم کا قرض دار ہے اور فوجی اخراجات کے لئے امریکہ کا قرض دار ہے"۔ Ursula von der Leyenn، جو جرمن چانسلر کے نہایت قریب سمجھی جاتی ہیں، نے بیان میں یہ بھی کہا ہے کہ "کسی بھی کھاتے میں نیٹو کے کسی قرض کا کوئی ریکارڈ موجود نہیں ہے"، اور ساتھ ہی کہا کہ "نیٹو میں جرمنی کے خرچ کو تنہا بنیاد بنا کر جرمنی کی فوجی کوششوں کی پیائش کرنا غلط ہو گا" (France 24, 19/3/2017).

2۔ 25 مئی 2017 کو نیٹو سربراہی اجلاس میں امریکی صدر نے اپنی تقریر میں جس طرح یورپین ممالک کے

خلاف نیٹو اتحاد میں ان کے مالی تعاون کے حوالے سے سخت آواز میں بات کی اس کی تقریر نے ناظرین یعنی نیٹو کے لیڈروں کو تعجب اور حیرت سے الجھن میں ڈال دیا، ٹرمپ نے نیٹو اتحاد کے لئے امریکہ کے تعاون کے متعلق چونکا دینے والے بیان دیئے۔ ٹرمپ ایک ویڈیو میں نیٹو لیڈران کو صلواتیں اور وعظ سناتے نظر آتا ہے اوران سب نے حیرت کے جذبات کا اظہار کیا بالخصوص جرمن چانسلر انجیلا مرکل اور نئے فرانسیسی صدر ایمانوئیل ماکرون نے۔ ٹرمپ نے ویڈیو میں نیٹو ممالک کے لیڈران سے کہا کہ: "اتحاد کے ممبران کو چاہیے کہ وہ اب اپنا حصہ ڈالیں اور اپنی مالی ذمہ داریاں نبھائیں" اور اس نے انہیں سخت سُست کہا: "28 ممبران میں سے 23 ممبران نے اب تک اپنا حصہ ادا نہیں کیا ہے جو ان کو ادا کرنا چاہیے اور یہ ادائیگی ان کے دفاع وتحفظ کے لئے درکار ہے، اور یہ امریکی عوام اور اس کے ٹیکس بھرنے والوں کے ساتھ ناانصافی ہے" اور مزید کہا کہ "اتحادی ممالک پر پچھلے سالوں کا بھاری قرضہ ادا کرنا باقی ہے"، اور اس نے تمام ریاستوں کے لیڈران کو مزید سخت سست کہتے ہوئے کہا کہ "پچھلے آٹھ سالوں میں امریکہ نے نیٹو اتحاد کے لئے نیٹو کے دیگر تمام ممالک کے کل خرچ کو ملا کر ان کے کل حصے سے بھی زیادہ خرچ کیا ہے"۔ اور بڑا اصاف تھا کہ تمام نیٹو لیڈران ٹرمپ کے بیانات سے نہایت متحیر نظر آئے اور ایک دوسرے کو دیکھنے لگے اور تقریر کے دوران غیر متوقع بیانات کے نتیجے میں قائم ہوئے تناؤ اور دباؤ کے اثرات صاف نظر آئے۔ ٹرمپ نے نیٹو لیڈران کا مذاق اڑاتے ہوئے کہا کہ: "میں نے ایک دفعہ بھی یہ سوال نہیں کیا کہ نیٹو کے نئے ہیڈکوارٹر بنانے کے لئے کتنا خرچ ہو گا" اور ٹرمپ نے کانچ کے تعمیر کردہ اس کے ڈھانچے کی طرف اشارہ کرکے کہا: "میں اس کو نا منظور کرتا ہوں---" (CNN, Arabic 21, 27/2017).

یوں ٹرمپ کے ان تمام بیانات اور مواقف نے اس بحران کو جنم دیا ہے اور یورپ کے ساتھ اس تنازعہ میں اضافہ کیا ہے۔

دوسری اہم بات: اس بحران میں دیگر یورپین ممالک کے برخلاف جرمنی کے ساتھ تنازعہ سب سے زیادہ کیوں ہے، اس کی مندرجہ ذیل وجوہات ہیں:

> جرمن وزیر خارجہ Sigmar Gabriel نے امریکی صدر پر تنقید کی اور اس کی پالیسی کو کم نظری پر مشتمل قرار دیا اور کہا کہ امریکی صدر ڈونلڈ ٹرمپ کی قیادت میں امریکہ مغربی بین الاقوامی تہذیب کے قائد کی حیثیت نہیں رکھتا ہے

1۔ جرمنی یورپ کا سب سے بڑا مالیاتی مرکز ہے اور امریکہ، چین و جاپان کے بعد دنیا کی چوتھی بڑی معیشت ہے چنانچہ ٹرمپ کی نظریں اس پر لگی ہوئی ہیں تاکہ وہ امریکہ کے لئے کافی سارا مال بٹور سکے بالخصوص جب کہ امریکہ دعوی کرتا ہے کہ روس جرمنی کے لئے خطرہ ہے تاکہ جرمنی نیٹو میں شریک رہے اور مزید حصہ ادا کرے۔ یہی دعویٰ وہ ہر یورپی ملک کے لیے استعمال کرتا ہے بالخصوص مشرقی یورپ کے لئے تاکہ ان کے امریکہ سے فوجی تعلقات وتعاون کو بڑھائے۔

2۔ یہی بات جرمنی کی جانب سے نیٹو میں قلیل خرچ کرنے پر ہے: جرمنی اپنی قومی آمدنی کا 1.2 فی صد (42 بلین ڈالر) فوج پر خرچ کرتا ہے، اس طرح وہ فرانس سے کم خرچ کرتا ہے جس کے فوجی اخراجات کا حصہ اس کی قومی آمدنی کا 1.79 فی صد یعنی 44 بلین ڈالر ہے۔ نیٹو ریاستیں اس بات پر ایک دوسرے سے متفق ہیں کہ وہ قومی آمدنی کا 2 فی صد خرچ کریں گی جس کی پابندی صرف برطانیہ اور یورپی کنارے پر آباد چند ممالک کرتے ہیں البتہ اہم یورپی ممالک اس تناسب سے سنجیدگی کے ساتھ وابستہ نہیں ہیں۔ نوٹ کریں کہ امریکہ اپنی قومی آمدنی کا 61.3 فی صد (664 بلین ڈالر) فوجی اخراجات پر خرچ کرتا ہے جو اسے نیٹو کے بجٹ میں دو تہائی خرچ کرنے والا ملک بناتا ہے۔ فوجی پہلوؤں پر اخراجات کے یہ اعداد وشمار New Arabic Site کے 27/5/2017 کی رپورٹ کے مطابق ہیں جو 2016 کے اعداد و شمار ہیں۔

3۔ امریکہ اور جرمنی کے درمیان تجارت کا توازن بھی بڑی حد تک جرمنی کی جانب جھک گیا ہے تقریباً 60 بلین یورو تک۔ جرمنی و امریکہ کے مابین تجارت کا حجم 2016 میں 165 بلین یورو تک پہنچ چکا ہے جس میں سے 107 بلین یورو امریکہ میں جرمنی سے حاصل درآمدات کا حصہ ہے (Arabic 21 on 24/2/2017)، چنانچہ جرمنی میں امریکہ سے درآمد کا حجم 58 بلین یورو ہے۔ اس لئے ٹرمپ نے توازن کھوتے ہوئے جرمنی کے خلاف بیان دیا کہ: "امریکی صدر ڈونلڈ ٹرمپ نے یورپین یونین لیڈران کے ساتھ برسلز میں اپنی ملاقات کے دوران جرمنی کی تجارتی

پالیسی کی شکایت کی "(Der Spiegel نے ملاقات میں ایک شریک کے حوالے سے رپورٹ کیا)۔ ایک معلوم ذرائع نے میگزین کو بتلایا کہ ٹرمپ نے اس کے متعلق بیان دیا کہ:"جرمن بڑے برے لوگ ہیں ، دیکھو کس طرح یہ لوگ امریکہ میں کئی ملین گاڑیاں بیچتے ہیں، بہت بری بات ہے۔ ہم ان سب پر پابندی لگادیں گے۔" (Russia Today, 26/5/2017)۔ اس کے علاوہ امریکی صدر ٹرمپ نے ٹویٹ کرکے کہا کہ : "ہمارے درمیان تجارتی معاہدے کے برخلاف تجارتی برابری میں زبردست فرق ہے اور اس کے ساتھ ہی وہ نیٹو اتحاد اور فوج میں بہت کم مال ادا کرتے ہیں جو انہیں ادا کرنے چاہیے، یہ امریکہ کے لئے نقصان دہ ہے اور یہ بدل دیا جائے گا"۔

4۔ جب نیٹو سربراہی اجلاس کا اختتام ہوا اور ماحولیات سے متعلق G7 سربراہی اجلاس بھی اٹلی میں ناکام ہوا، تو جرمنی یورپی موقف کے دفاع میں کود پڑا اور اس کی قیادت سنبھال لی۔ الجزیرہ نیٹ کی 29 مئی 2017 کی رپورٹ کے مطابق جرمن وزیر خارجہ Sigmar Gabriel نے امریکی صدر پر تنقید کی اور اس کی پالیسی کو کم نظری پر مشتمل قرار دیا اور کہا کہ امریکی صدر ڈونلڈ ٹرمپ کی قیادت میں امریکہ مغربی بین الاقوامی تہذیب کے قائد کی حیثیت نہیں رکھتا ہے، Al-Youm As-Sabi نے 29 مئی 2017 کو جرمن وزیر کے حوالے سے بتلایا کہ:"امریکی صدر ڈونلڈ ٹرمپ کی حرکتوں نے مغرب کو کمزور کردیا ہے اور مزید کہا کہ جو کوئی ماحولیاتی تحفظ کو بگاڑ کر موسمیات کی تبدیلیوں میں اضافہ کا موجب بنتا ہے، اور جو کوئی تصادم زدہ علاقوں میں زیادہ سے زیادہ ہتھیار بیچتا ہے اور سیاسی طور پر مذہبی تنازعات کو حل کرنے کی کوشش نہیں کرتا ہے تو وہ یورپ کے امن کو خطرے میں ڈال رہا ہے"، اس بات پر زور دیتے ہوئے کہا کہ " واشنگٹن کی تنگ و کم نظری کی پالیسی یورپی یونین کے مفادات کو خطرے میں ڈال رہی ہے"۔ جرمن وزیر کے یہ بیانات جرمن چانسلر انجیلا مرکل کی جانب سے ویسے ہی چونکانے والے بیانات کے بعد آئے ہیں:"انجیلا مرکل نے کہا کہ بالآخر وہ اس بات پر مکمل طور پر متفق ہوگئی ہے کہ یورپ اب دوسروں پر بالکل بھی اعتماد نہیں کرسکتا ہے، واشنگٹن کے حوالے سے، جس نے حالیہ چند دنوں میں اتحادیوں پر بڑے زبردست قسم کا دباؤ قائم کرنے کی کوشش کی ہے تاکہ ان سے فائدہ حاصل کرے"۔

> جرمنی کے پاس اپنی خود مختار پالیسی اختیار کرنے کے لئے ایک موزوں و مکمل جواز ہاتھ آگیا ہے تاکہ وہ امریکی پالیسی سے قطع نظر اپنی پالیسی طے کرے۔ ٹرمپ کی پالیسی جرمنی کو دوبارہ ابھرنے کے لئے نہایت موزوں ماحول بنا کر دے رہی ہے

Bild نیوز پیپر نے مرکل کے بیان کو رپورٹ کیا کہ :"وہ دور جس میں ہم مکمل طور پر دوسروں پر انحصار کرسکتے تھے ختم ہوچکا ہے۔۔اور یہ میں نے آخر کے کچھ دنوں میں تجربہ کیا ہے،"اور مزید کہا کہ "ہم یورپی ممالک کو چاہیے کہ اپنی قسمت کا فیصلہ ہم خود اپنے ہاتھوں کریں"۔ (Russia Today 28/5/2017)

5۔ امریکہ نے بھی اس جرمن نیم بغاوت کو محسوس کیا ہے اور یہ کہ جرمنی یورپ کو امریکہ کے خلاف کھڑا ہونے پر اکسا رہا ہے بالخصوص جب کہ کئی یورپی موقف پر جرمنی ہی یورپ کی قیادت کررہا ہے اور خود کو ایک عالمی طاقت کے طور پر ظاہر کررہا ہے جبکہ اس کے پاس ایٹمی ہتھیار بھی نہیں ہیں۔ جرمنی قیادت حاصل کرنے کے ایک ایسے ہی عالمی قسم کے موقع کی تلاش میں تھا اور وہ دیکھتا ہے کہ ماحولیات کا موضوع اس کو یورپ کے اندر اور عالمی سطح پر تیزی سے پرانی عظمت کے مقام کو حاصل کرنے میں مدد کررہا ہے چنانچہ اسے اس بات کی کوئی پرواہ نہیں ہے کہ وہ امریکہ کی پالیسیوں اور روس کے خلاف کئی یورپی موقف کی سربراہی کررہا ہے، اور اس نئے تیار ہوئے ماحول اور جرمنی کی فوری مستعدی کی حقیقت اس طرح ہے۔

الف۔ برطانیہ کے یورپی یونین سے باہر نکلنے کے عمل کے شروع ہونے کے ساتھ ہی جرمنی ان پابندیوں سے آزاد ہوگیا تھا جو برطانیہ اور فرانس کی جانب سے اس کی عالمی حرکات پر یورپی یونین کے ذریعے سے عائد کی گئیں تھیں۔ پہلے وہ یورپی اتفاق رائے کا پابند ہوتا تھا جو عالمی طور پر اکثر برطانیہ اور فرانس کے حق میں ہوا کرتا تھا۔

ب۔ امریکی پالیسی میں کمزوری ظاہر ہونے کے ساتھ ہی جو کہ صدر ٹرمپ کے امریکہ پہلی ترجیح "امریکہ فرسٹ" کے نعرے کو عملی طور پر اختیار کرنے سے ہوئی، جرمنی کے لئے امریکہ کے اثر ونفوذ سے باہر نکلنا

آسان ہو گیا کیونکہ مغرب کے مشترکہ مفاد کے تحت جرمنی امریکہ کے بنائے ہوئے خطوط پر چلتا تھا لیکن امریکہ اب جب کھلے طور پر اپنے مفاد کو تلاش کرنے لگا ہے اور اس سلسلے میں اتحادی ممالک کے مشترکہ مفاد کو نظر انداز کرنے لگا ہے تو جرمنی کے پاس اپنی خود مختار پالیسی اختیار کرنے کے لئے ایک موزوں ومکمل جواز ہاتھ آگیا ہے تاکہ وہ امریکی پالیسی سے قطع نظر اپنی پالیسی طے کرے۔ ٹرمپ کی پالیسی جرمنی کو دوبارہ ابھرنے کے لئے نہایت موزوں ماحول بنا کر دے رہی ہے، حالانکہ جرمنی اور پورے یورپ نے دیکھا تھا کہ کس طرح پچھلی اوبامہ انتظامیہ نے ملک شام کے مسئلے سے یورپ کو نکال باہر کیا تھا اور اس کام کے لئے بڑی دور سے روس کو کھینچ کر لایا تھا، البتہ اوباما انتظامیہ نے بھی جرمنی کی قیادت اور مغربی دنیا پر اسکے اثرونفوذ کو نظر انداز نہیں کیا تھا۔ تاہم ٹرمپ انتظامیہ آج کھلم کھلا کسی طرح کا نرم رویہ اپنائے بغیر یورپی اتحادیوں کو نظر انداز کر رہی ہے اور بڑی تنگ نظری کے ساتھ اپنی عظمت کے صرف ایک پہلو پر متوجہ ہے یعنی امریکی معیشت اور دنیا کی قیادت اختیار کرنے کی بناء پر پڑنے والا مالیاتی بوجھ، اور یہ اس کی کم نظری ہے جس سے امریکہ اس وقت دوچار ہے اور جلد اس کے برے نتائج اس کے سامنے آئیں گے۔

ج۔ فرانس کے سیاسی حالات میں آنے والی زمینی تبدیلیاں: فرانس کے حالیہ انتخابات نے فرانس کی سیاسی صورتحال میں زبردست تبدیلی کو ظاہر کیا ہے۔ دوسری عالمی جنگ کے بعد سے فرانس پر حکومت کرنے والی سوشلسٹ اور دائیں بازو کی پارٹیوں کی سیاسی گرفت کمزور ہوئی ہے اور حالیہ 2017 کے الیکشن میں اس کے بڑے رہنماؤں کو ہار کا سامنا کرنا پڑا ہے اور ان کی جگہ نئے اور جوان صدر نے لی ہے جس کی سیاسی پارٹی کو قائم ہوئے زیادہ عرصہ بھی نہیں گزرا ہے اور اس کی وجہ سے جرمنی کو یورپ کی قیادت سنبھالنے میں فرانس کے مقابلے میں مزید تقویت ملتی ہے۔

اور اسی لئے یورپ کے متعلق ٹرمپ کی پالیسی کے جواب میں جرمنی کا ردعمل نہایت نمایاں رہا ہے اور اس کا انتخابی مقابلے بازی سے کوئی تعلق نہیں حالانکہ اگلے انتخابات میں مرکل کا مخالف Martin Schultz ہے جو Social Democrats party کا سربراہ ہے اور اس نے بھی امریکی صدر ڈونلڈ ٹرمپ کے مقابلے میں یورپ کو مضبوط تر کرنے کا پانچ نکاتی منصوبہ پیش کیا تھا۔

> **یورپی منظر پر سیاسی اور معاشی طور پر جرمنی کی قیادت اُبھرتی دکھائی دے رہی ہے۔ جو بات اس کو ظاہر اور اس کی تصدیق کرتی ہے وہ جرمن افسران کا امریکی پالیسیوں کا جوابی ردعمل اور امریکہ کے جرمنی کے ساتھ تنازعہ کو عالمی منظر نامے پر لانے کی جرمن خواہش ہے۔**

اس نے سوشلسٹ پارٹی کے پارلیمانی بلاک کے ذریعے معیشت کی دنیا کے اہم اشخاص کے لئے بدھ کے روز برلن میں منعقد کی گئی ایک تقریب میں کہا کہ: "مضبوط یورپ ہمارے امن، خوشحالی اور سلامتی کے لئے نہایت ضروری ہے" (Rai Al-Youm website, 31/5/2017) Martin Schultz جو جرمن چانسلر انجیلا مرکل کا انتخابی حریف ہے اس نے یورپ کی تمام جمہوریتوں کو اس بات کی دعوت دی ہے کہ "ڈونلڈ ٹرمپ کو اس کی حدیں بتلائیں جائیں" سوشل ڈیموکریٹک پارٹی کے سربراہ Schultz نے پیر کے روز برلن میں بیان دیا کہ "وقت کا تقاضا ہے کہ ہم اس شخص کے سامنے اپنی تمام تر خصوصیات اور طاقت کے ساتھ مل کر اور ڈٹ کر کھڑے رہیں، اسلحہ جمع کرنے کی اس خطرناک پالیسی کے خلاف جو وہ ہم پر تھوپنا چاہتا ہے" (Arabic 21, 29/5/2017)

یہ ہے جرمنی کی حقیقت، جس کو دیکھنے اور سننے کے بعد ٹرمپ اپنے حملے میں تیزی لایا ہے۔

سوم: ان بین الاقوامی سیاسی تبدیلیوں کے متوقع نتائج کیا ہوں گے:

یورپ اور امریکہ کے درمیان بڑھتی ہوئی دُوری ایک ایسی خلیج پیدا کردے گی جس کو بھرنا بڑا مشکل ہوگا سوائے یہ کہ امریکہ ہوش سنبھال لے اور ٹرمپ کی صدارت کے ختم ہونے سے پہلے ہی اپنا برتاؤ درست کرلے۔ یہ بات یوں ظاہر ہے اور اس کی تصدیق ہوتی ہے: ٹرمپ انتظامیہ نے 2 جون 2017 کو پیرس میں ماحولیات پر معاہدے سے امریکہ کو علیحدہ کرلیا جس کی وجہ سے امریکہ تمام یورپی ممالک کی تنقیدوں کے نشانے پر آگیا اور اس میں امریکہ کے اقدام کو نہایت خطرناک اور غلط بتایا گیا۔ کل روم میں ایک غیر معمولی مشترکہ بیان دیا گیا جس میں فرانس کے صدر امانیول ماکرون، جرمن چانسلر انجیلا مرکل اور اٹلی کے وزیر اعظم پاؤلو جینٹی لونی نے امریکہ کے پیرس بات

چیت سے علیحدہ ہو جانے اور ماحولیاتی بگاڑ کی روک تھام کے لئے یورپی پہل کو اختیار کرنے سے انکار کے متعلق افسوس کا اظہار کیا اور ساتھ ہی دوبارہ گفت وشنید شروع کرنے پر زور دیا۔ پیرس میں ماکرون کا ماننا ہے کہ امریکی صدر ٹرمپ نے پیرس ماحولیاتی بات چیت سے الگ تھلگ ہو کر ایک تاریخی غلطی کی ہے اور کل اس سے قبل ماحولیاتی اقدام کے متعلق یورپی اقدام کے یورپین کمشنر "Miguel Arias Canete" نے بیان میں کہا کہ:" دنیا گلوبل وارمنگ کے خلاف لڑائی میں یورپ کی قیادت پر اعتماد کر سکتی ہے"۔ یوں یورپ نے ٹرمپ انتظامیہ کی جانب سے یک طرفہ طور پر بات چیت سے الگ تھلگ ہونے کے فیصلے پر بڑا اظہار افسوس کیا (Al Jazeera Net 2/6/2017)۔ اور تعلقات میں آئی ہوئی اس دراڑ میں تقریباً سب بڑے یورپین ممالک شامل ہیں سوائے برطانیہ کے جو سانپ کی طرح پیچھے مڑتے ہوئے آگے چلتا ہے اور جو اپنی عادت کے مطابق یورپ سے الگ ہوتے ہوئے امریکہ کی فرمانبرداری کی جانب جھکتا دکھائی دے رہا ہے تاکہ دنیا میں اہم کردار ادا کرنے کے لئے اسے اہم مقام ملے۔

یورپی منظر پر سیاسی اور معاشی طور پر جرمنی کی قیادت اُبھرتی دکھائی دے رہی ہے۔ جو بات اس کو ظاہر اور اس کی تصدیق کرتی ہے وہ جرمن افسران کا امریکی پالیسیوں کا جوابی ردعمل اور امریکہ کے جرمنی کے ساتھ تنازعہ کو عالمی منظر نامے پر لانے کی جرمن خواہش ہے۔ اگر یہ سلسلہ بڑھتا ہے تو یہ یورپ کو زبردست طور پر کمزور کرے گا اور بالآخر یہ جرمنی کو بڑے پیمانے پر اسلحہ سے لیس ہونے پر مجبور کرے گا۔

یہ دو ایسے معاملات ہیں جن پر نگاہ رکھنی ہوگی کیونکہ ان میں جو کچھ ہوگا وہ بین الاقوامی سیاست کا نیا باب شروع کرے گا اور عالمی صورتحال کا تعین کرے گا۔

> پیرس میں ماکرون کا ماننا ہے کہ امریکی صدر ٹرمپ نے پیرس ماحولیاتی بات چیت سے الگ تھلگ ہو کر ایک تاریخی غلطی کی ہے۔ یوں یورپ نے ٹرمپ انتظامیہ کی جانب سے یک طرفہ طور پر بات چیت سے الگ تھلگ ہونے کے فیصلے پر بڑا اظہار افسوس کیا۔

چہارم: یہ نہایت اذیت ناک ہے کہ ایسے وقت میں کہ جب اتنی بڑی تبدیلی اور نیا عالمی ماحول تیار ہو رہا ہے تو اسلام کی اپنی ریاست موجود نہیں ہے یعنی خلافتِ راشدہ، اور مسلمان اس ماحول اور ان تبدیلیوں سے کوئی فائدہ حاصل نہیں کر سکتے۔ پھر بھی کچھ مٹھی بھر مسلم حکمران اسلام کو دوبارہ دنیا میں واپس آنے اور بین الاقوامی منظر پر اس کے اثرات کو روکنے میں لگے ہوئے ہیں بلکہ اس سے بھی زیادہ یہ لوگ امت کے معاشی وسائل وسرمائے کو اپنے آقاؤں کے سپرد کرنے لگے ہوئے ہیں تاکہ ان کے ذریعے سے آقا امریکہ کو ڈوبنے سے بچایا جائے جبکہ ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ یہ امریکہ کو تباہ کرتے۔ بہر حال یہ تمام پٹھو اور ان کے آقا وقت وحالات کے دھارے کے سامنے ٹک نہیں سکیں گے جو ان کے ہاتھ سے نکلا جا رہا ہے اور اُس لہر کے سامنے، جو اس وقت امت میں ابھر کر آئی ہوئی ہے جو اس کے سنجیدہ افراد اور ان کے ساتھ لاکھوں مسلمانوں کے ہاتھوں پیدا ہوئی ہے جو اللہ کے قوانین کو حکومت میں لانے اور نبوت کے نقشِ قدم پر کام کرتے ہوئے خلافت کے قیام کے ذریعہ دین کے قیام کی خاطر سرتوڑ جدوجہد میں لگے ہوئے ہیں اور یہ ایسا دھارا ہے جو مسلسل قائم ہے اور بڑھتا جا رہا ہے اور انشاء اللہ بہت جلد ہی اپنے نتائج لے کر آئے گا۔ انشاء اللہ العزیز الحکیم

﴿إِنَّ اللَّهَ بَالِغُ أَمْرِهِ قَدْ جَعَلَ اللَّهُ لِكُلِّ شَيْءٍ قَدْرًا﴾

"بے شک اللہ اپنے فیصلوں کو پورا کر کے رہتا ہے اور اللہ نے ہر چیز کا وقت مقرر کر رکھا ہے" (الطلاق:3)

12 رمضان 1438 ہجری

7 جون 2017

شریعت سائیکس-پیکو کے نتیجے میں بننے والے وجودوں کو ختم کرکے ان کی جگہ ریاست خلافت کے قیام کو فرض قرار دیتی ہے

پریس ریلیز

الجزائر اور مراکش کے حکام شام کے جابر اور امریکی ایجنٹ بشار الاسد کے جہنم سے بچ کر بھاگ آنے والے شامی مہاجرین کی قسمتوں کے ساتھ کھیل رہے ہیں۔ امریکہ، جس نے بشار کے باپ کے جرائم پر بھی پردہ ڈالا تھا، آج اس کے بیٹے کی حمایت کر رہا ہے تاکہ وہ ہر قسم کے اسلحے کو استعمال کرتے ہوئے قتلِ عام کرے، شہریوں کو محصور کرکے انہیں بے دخل ہونے پر مجبور کردے اور جو بشار اور اس کے ایجنٹس کی غلامی کی شرائط کو قبول کرنے سے انکار کریں تو ان کے لیے یا تو موت کو گلے لگانے یا صحراؤں اور محفوظ علاقوں کی جانب بھاگ جانے کے سوا کوئی دوسرا راستہ نہ ہو، وہ بھی اگر انہیں یہ سہولت میسر آجائے۔

لیکن ترکی، لبنان، اردن اور خلیجی ممالک کے حکمرانوں نے ان پناہ گزینوں کو اچھی و مناسب زندگی سے محروم کردیا ہے۔ تازہ ترین خبر الجزائر اور مراکش کے حکام کے درمیان الزامات کا تبادلہ ہے جس میں دونوں نے الجزائر اور مراکش کی سرحد کے درمیان واقع علاقے فجیج میں پھنسے مہاجرین کی دیکھ بھال کی ذمہ داری قبول کرنے سے انکار کیا ہے۔ یہ علاقہ مراکش کی الجزائر کے ساتھ سرحد کے جنوب مشرق میں واقع ہے اور اسے 1984 سے بند کردیا گیا ہوا ہے۔

یہ ان حکمرانوں کی بے شرمی اور بے حیائی ہے، یہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے اس حکم کے کھلی مخالفت ہے کہ مسلمان باقی تمام لوگوں کو چھوڑ کر ایک امت ہیں، اور شریعت مسلمانوں پر اپنے مسلمان بھائی کی مدد کو لازم قرار دیتی ہے۔ مسلمان ایک مسلم ملک میں اجنبی نہیں ہوتا۔ اسلام قومی وجود کی ممانعت کرتا ہے جنہیں مغربی استعمار نے ہم پر مسلط کیا ہے۔ کٹھ پتلی حکمران سیکیورٹی فورسز اور سپاہیوں کی قوت کے زور پر ان قومی وجودوں کا تحفظ نام نہاد غیر قانونی آمدورفت کی روک تھام کے نام پر کر رہے ہیں۔ یہ عمل سائیکس-پیکو کے قوانین کے تحت "غیر قانونی" ہے جس نے مسلمانوں کو اپنے ہی گھر اور علاقے میں اجنبی بنادیا ہے جبکہ کٹھ پتلی حکمران ملک کی دولت مغربی کمپنیوں کے سامنے مالِ غنیمت کی طرح رکھ دیتے ہیں، اور ملک کی فضائیں صلیبی افواج کے فوجی طیاروں کے لیے کھول دیتے ہیں تاکہ وہ مسلمانوں پر حملے کرسکیں، اور انہیں ملک کی زمین اور فضاؤں میں فوجی اڈے قائم کرنے کی اجازت دیتے ہیں تاکہ وہ افغانستان سے لے کر مراکش تک کسی بھی بات کو بہانہ بنا کر اپنے میزائلوں کے ذریعے آگ و خون کا کھیل کھیل سکیں۔

رسول اللہ ﷺ نے ایک صحیح حدیث میں فرمایا: **المُسْلِمُ أَخُو المُسْلِمِ لاَ يَظْلِمُهُ وَلاَ يُسْلِمُهُ، وَمَنْ كَانَ فِي حَاجَةِ أَخِيهِ كَانَ اللَّهُ فِي حَاجَتِهِ، وَمَنْ فَرَّجَ عَنْ مُسْلِمٍ كُرْبَةً، فَرَّجَ اللَّهُ عَنْهُ كُرْبَةً مِنْ كُرُبَاتِ يَوْمِ القِيَامَةِ، وَمَنْ سَتَرَ مُسْلِمًا سَتَرَهُ اللَّهُ يَوْمَ القِيَامَةِ**"مسلمان مسلمان کا بھائی ہے، وہ نہ اُس پر ظلم کرتا ہے اور نہ ہی اسے دھوکہ دیتا ہے۔ جس کسی نے اپنے بھائی کی مدد اُس وقت کی جب وہ مشکل میں ہے، تو اللہ اُس کی اُس وقت مدد کرے گا جب وہ مشکل میں ہوگا۔ جس کسی نے مسلمان کو مشکل سے نکالا، اللہ اس پر سے قیامت کے دن کی مشکلات میں سے ایک مشکل ہٹادے گا، اور جو کسی مسلمان کے عیب پر پردہ ڈالتا ہے، اللہ قیامت کے دن اس کے عیبوں پر پردہ ڈال دے گا"۔

اے الجزائر و مراکش کے لوگو! شریعت کا اصول بتاتا ہے:" جس عمل کے ذریعے فرض کی ادائیگی ہوتی ہو وہ عمل بھی فرض ہوتا ہے"۔ شریعت آپ پر لازم کرتی ہے کہ اپنے بھائیوں کو چھت فراہم کریں اور ان کی مدد کریں۔ وہ آپ سے یہ مطالبہ بھی کرتی ہے کہ ان قومی وجودوں کو تباہ کردیں جنہیں استعماریت نے مسلط کیا ہے اور جس طرح دین نے کہا ہے اس کے مطابق دوبارہ ایک امت بن جائیں اور اللہ کے احکام کے سائے میں زندگی گزاریں۔ اور اُس حدیث کے مطابق ہو جائیں جو یہ کہتی ہے کہ مسلمان مضبوطی سے جڑی اینٹوں کی دیوار کی طرح ہیں۔ اگر یہ کٹھ پتلی حکمران اللہ کے قوانین کا انکار کرنے پر اصرار کرتے ہیں اور اس بات پر اصرار کرتے ہیں کہ وہ مغرب کی ہی کٹھ پتلیاں رہیں گے اور ہمارے علاقوں میں مغرب کے مفادات کا ہی تحفظ کریں گے، تو پھر شریعت آپ پر لازم کرتی ہے کہ انہیں اٹھا کر پھینک دیں اور اُس امام، خلیفہ کو بیعت دیں جو شریعت کے قوانین نافذ کرے گا اور ڈھال کی طرح مغربی قوتوں کے خلاف ہمارا تحفظ کرے گا جو ہماری دولت اور ہمارے ملک کو اپنے قابو میں کرنا چاہتے ہیں۔

ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ کہتے سنا: **إِنَّ النَّاسَ إِذَا رَأَوُا الظَّالِمَ فَلَمْ يَأْخُذُوا عَلَى يَدَيْهِ أَوْشَكَ أَنْ يَعُمَّهُمُ اللَّهُ بِعِقَابٍ مِنْهُ**"اگر لوگ ظالم کو دیکھیں اور اسے نہ روکیں، تو پھر جلد ہی اللہ ان پر اپنی سزا بھیجے گا"۔ جابر حکمرانوں کو روکو، ان کے سامنے کلمہ حق بلند کرو اور انہیں اللہ کے قوانین نافذ کرنے پر مجبور کرو، یا پھر ان کو تبدیل کرنے کے لیے لوگوں کے ساتھ کام کرو اور نبوت کے طریقے پر خلافت کا قیام عمل میں لاؤ۔

ڈاکٹر عثمان بخاش

ڈائریکٹر مرکزی میڈیا آفس حزب التحریر

6 شعبان 1438 ہجری، 3 مئی 2017

مقبوضہ کشمیر کی آزادی کے لیے حزب التحریر ولایہ پاکستان کے مظاہرے

کشمیر کھوکھلے بیانات سے نہیں خلافت تلے پاک فوج کے منظم جہاد سے آزاد ہو گا

پریس نوٹ

حزب التحریر ولایہ پاکستان نے ملک کے بڑے شہروں میں عوامی مقامات پر جارح اور غاصب ہندو ریاست سے مقبوضہ کشمیر کی آزادی کے لیے مظاہرے کیے۔ مظاہرین نے بینرز اور کتبے اٹھا رکھے تھا جن پر تحریر تھا: "**کشمیر کھوکھلے بیانات سے نہیں خلافت تلے پاک فوج کے منظم جہاد سے آزاد ہو گا**"، "**امریکہ کا تحریک آزادی کشمیر کو دہشت گردی کہنا، نواز-باجوہ حکومت کی امریکی غلامی کا نتیجہ ہے**"۔

مقبوضہ کشمیر کے مسلمانوں نے جابر ہندو ریاست سے آزادی کے لیے قربانیوں کی ایک نئی تاریخ اپنے خون سے رقم کی ہے۔ لیکن ہندو فوج سے براہ راست لڑائی چند عسکری گروہ اور عوام کر رہے ہیں جبکہ صورتحال مسلم افواج کو حرکت میں لانے کا تقاضا کرتی ہے۔ آج مقبوضہ کشمیر کے بہادر اور مضبوط مسلمانوں نے بزدل ہندو فوج کو مکمل طور پر ہلا کر رکھ دیا ہے اور صورتحال کو اس مقام پر پہنچا دیا ہے کہ اگر افواج پاکستان کو حرکت میں لایا جائے تو پورے مقبوضہ کشمیر کی آزادی محض چند دنوں کی بات ہے۔ لیکن مشرف سے لے کر آج باجوہ-نواز حکومت تک آنے والی تمام سیاسی و فوجی قیادتوں نے اپنی اسلامی ذمہ داری کی ادائیگی سے منہ موڑا ہے کہ وہ مقبوضہ کشمیر کے مسلمانوں کو ہندو ریاست کے ظلم و ستم سے نجات اور آزادی کے لیے افواج پاکستان کو حرکت میں لاتے جبکہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے فرمایا، وَإِنِ ٱسْتَنصَرُوكُمْ فِى ٱلدِّينِ فَعَلَيْكُمُ ٱلنَّصْرُ "اگر یہ دین کے بارے میں تم سے مدد چاہیں تو تم پر ان کی مدد لازم ہے"(الانفال:72)۔

صرف مالیاتی کرپشن ہی وہ کرپشن نہیں جس پر امت کو تشویش اور پریشان ہونا چاہیے۔ یقیناً ہر طرح کی کرپشن کی بنیاد اور اس کی سب سے بڑی قسم یہ ہے کہ ہمارے حکمران اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی اتاری ہوئی وحی کو چھوڑ کر انسانوں کے بنائے ہوئے قوانین کی بنیاد پر حکمرانی کر رہے ہیں جبکہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے فرمایا، وَمَن لَّمْ يَحْكُم بِمَآ أَنزَلَ ٱللَّهُ فَأُو۟لَٰٓئِكَ هُمُ ٱلظَّٰلِمُونَ "اور جو اللہ کی اتاری ہوئی وحی کے مطابق فیصلہ نہ کریں وہی ظالم ہیں"(المائدہ:45)۔ اگر پاکستان کی سیاسی و فوجی قیادت اس وقت اللہ کی اتاری ہوئی وحی کے مطابق فیصلے اور عمل کر رہی ہوتی تو فوراً افواج پاکستان کو جہاد کا حکم دیتی۔ لیکن باجوہ-نواز حکومت روز اپنی آنکھوں کے سامنے مقبوضہ کشمیر کے مسلمان بھائیوں اور بہنوں کو ہندو فوج کے ہاتھوں تشدد، زخمی اور قتل ہوتے دیکھتی ہے لیکن اس کے باوجود "تحمل" کی پالیسی پر اصرار کرتی ہے۔ اس مجرم حکومت نے واشنگٹن میں بیٹھے اپنے کافر آقاوں کے حکم کو اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے حکم پر فوقیت دی ہے اور مجبوراً ہندو ریاست کے خلاف مذمتی بیان جاری کرتی ہے تا کہ مسلمانوں اور ہماری افواج میں بڑھتے غصے کو ٹھنڈا کر سکیں۔

مقبوضہ کشمیر کھوکھلے نعروں، اقوام متحدہ کی قراردادوں، بین الاقوامی برادری سے مداخلت کی اپیلوں، امریکہ سے ثالثی کی التجاؤں اور بھارت سے مذاکرات کے ذریعے آزاد نہیں ہو گا۔ مسلم علاقے مسلم افواج کے منظم جہاد سے ہی آزاد ہوں گے اور خلافت کی پوری تاریخ اس بات کی گواہ ہے۔ تو پاکستان کے مسلمانوں پر لازم ہے کہ وہ نبوت کے طریقے پر خلافت کے قیام میں حزب التحریر کی جدوجہد کا حصہ بنیں۔ اس کے علاوہ افواج پاکستان میں موجود مخلص افسران پر لازم ہے کہ امت کی ڈھال خلافت کو حقیقت کا روپ دینے کے لیے حزب التحریر کو نصرة فراہم کریں۔ پھر خلیفہ راشد ہماری غازی یا شہادت کے منصب کی آرزومند افواج کو مقبوضہ کشمیر کی مکمل آزادی کے لیے جہاد کا حکم دے گا اور ایمان والوں کو دلی سکون ملے گا۔

يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوٓا۟ إِن تَنصُرُوا۟ ٱللَّهَ يَنصُرْكُمْ وَيُثَبِّتْ أَقْدَامَكُمْ

"اے اہل ایمان! اگر تم اللہ کی مدد کرو گے تو وہ بھی بھی تمہاری مدد کرے گا اور تم ثابت قدم رکھے گا"(محمد:7)

ولایہ پاکستان میں حزب التحریر کا میڈیا آفس

23 شوال 1438 ہجری بمطابق 17 جولائی 2017

15/07/2017

کشمیر کھوکھلے بیانات سے نہیں خلافت کے
پاک فوج کے منظم جہاد سے آزاد ہوگا
حزب التحریر ولایہ پاکستان
Alina Silk

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ
نواز۔ باجوہ حکومت
کشمیر کھوکھلے بیانات سے نہیں
بلکہ خلافت تلے پاک فوج کے منظم جہاد سے آزاد ہوگا۔

نواز۔ باجوہ حکومت
اکھنڈ بھارت کی سہولت کار
کشمیر کھوکھلے بیانات سے نہیں
خلافت تلے پاک فوج کے منظم جہاد سے ہوگا۔
حزب التحریر ولایہ پاکستان
مسلمانوں کی ڈھال
خلافت

مسلم دنیا میں اردو بولنے والوں کے لیے

حزب التحریر کے مرکزی میڈیا آفس کی اردو ویب سائٹ

www.hizb-ut-tahrir.info/info/urdu.php

حزب التحریر کے مرکزی میڈیا آفس کی ایک اردو ویب سائٹ ہے جس کو www.hizb-ut-tahrir.info کے ذریعے دیکھا جاسکتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی امت میں اردو بولنے، لکھنے اور سمجھنے والے کروڑوں مسلمانوں کے لئے یہ اردو ویب سائٹ معلومات حاصل کرنے کا ایک اہم ذریعہ ہے۔ اس ویب سائٹ پر پوری مسلم دنیا میں خلافت کے قیام کے لیے کام کرنے والی جماعت حزب التحریر کی انڈونیشیا سے لے کر مراکش تک مختلف ولایات کی جانب سے جاری کی گئیں پریس ریلیز ز اور لیفلٹ دیکھے جاسکتے ہیں۔ اس کے علاوہ اس ویب سائٹ پر مسلم دنیا میں حزب التحریر کی خلافت کے قیام کی زبردست جدوجہد کے حوالے سے تحریریں، تصاویر، آڈیوز اور ویڈیوز بھی دیکھی جاسکتی ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ اس ویب سائٹ کے ذریعے حزب التحریر کے امیر، مشہور رہنما اور فقیہ، شیخ عطا بن خلیل ابوالرشتہ سے سوالات بھی پوچھے جاسکتے ہیں۔

یقیناً اردو زبان کی موجودگی خلافت کا تحفہ ہے کیونکہ یہ زبان ریاستِ خلافت کی مسلم افواج کی فوجی چھاؤنیوں میں وجود میں آئی تھی جن میں ترکی، فارس، عرب اور برِصغیر پاک و ہند سے تعلق رکھنے والے مسلمان موجود ہوتے تھے۔ درحقیقت لفظ اردو ترک زبان کا لفظ ہے جس کے معنی "لشکر" کے ہیں۔ آج کے دن تک اردو کا رسم الخط، اس کے الفاظ اور طرزِ تحریر قرآن اور خلافت کی سرکاری زبان عربی پر بے حد انحصار کرتی ہے۔

حزب التحریر ولایہ پاکستان اردو زبان استعمال کرنے والے صحافیوں، میڈیا اور سوشل میڈیا کو اس بات کی دعوت دیتی ہے کہ وہ حزب التحریر کی جدوجہد اور کام سے مسلسل آگاہی کے لیے اس بہترین ویب سائٹ کو استعمال کریں۔

ولایہ پاکستان میں حزب التحریر کا میڈیا آفس